اشاعت کا چھبیسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ: ۹ — شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ / ستمبر ۲۰۰۶ء — جلد: ۲۶

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
www.imamahmedraza.net

مسلسل اشاعت کا چھبیسواں سال

جلد: ۲۶ شمارہ: ۹

شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ/ ستمبر ۲۰۰۶ء

ہدیہ فی شمارہ: -/25 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/200 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: -/15 امریکی ڈالر سالانہ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ

رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214 - حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: 2725150-21-92+ فیکس: 2732369-21-92+
ای۔میل: mail@imamahmadraza.net ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net
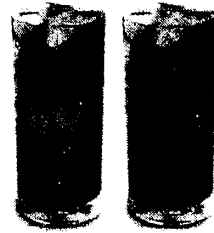
(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

مشمولات

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ صفحات سے زیادہ نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارہ کی مجلسِ تحقیق و تصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

واحدؔ نے یہ فیضِ رضاؔ جانا

مولانا صاحبزادہ ابوالحسن واحدؔ رضوی

لَمْ نَدْرِ مِثْلَكَ فِی النَّاسِ، کوئی بھی نہیں تجھ سا جانا
تو باعثِ رونقِ ہر دو جہاں، تجھ سے ہی سبھی نے خدا جانا

لَارَیْبَ وَصَلْتَ اِلٰی "اَدْنٰی"، اُدْنُ مِنِّیْ خود رب نے کہا
فرشی چہ کند مدحت مولیٰ، عرشاں تے ترا آنا جانا

اَنَا فِیْ غَمٍّ اَنَا فِیْ هَمٍّ، رحمے لطفے مکی مدنی!
مورے من کی نگریا ہے اُجڑی، کبھی سپنے میں آکے بسا جانا

اَنَا سَائِلُكَ وَعَطَاكَ اَتَمُّ، از بہرِ خدا کن چشم کرام
موری ارج سنو، رکھو مورا بھرم، کہوں کس کو میں تیرے سوا جانا

سَلِّمْ یَارَبِّ وَصَلِّ عَلَیْه، هُوَ سَیِّدُنَا نَحْتَاجُ اِلَیْه
فِیْ کُلِّ شُئُوْنٍ قَاطِبَةً، بس ان کو ہی راہنما جانا

نعتوں میں مرا یہ رنگ نہیں، آسان بھی یہ آہنگ نہیں
اِس طرز پہ جو کچھ شعر ہوئے، واحدؔ نے یہ فیضِ رضاؔ جانا

قصیدہ معراجیہ

سے چند منتخب اشعار

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں، رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

بُراق کے نقش سم کے صدقے، وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن، لہکتے گلشن، ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر، عیاں ہوں معنئ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد، قریب آ سرورِ مُمَجَّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لَنْ تَرَانِی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے، گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے، کسے بتائے کدھر گئے تھے

اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے، کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی، نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے، ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر، وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے، اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

نبی رحمت شفیعِ اُمت، رِضؔا پہ للہ ہو عنایت
اِسے بھی اُن خلعتوں سے حصہ، جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اپنی بات ۔ ۱﴾

آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

☆☆☆ مدیرِ اعلیٰ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے قلم سے ☆☆☆

کفار و مشرکین، ہنود و یہود و نصاریٰ اسلام دشمنی اور خصومتِ مسلم میں ملّت واحدہ ہیں''۔ (مفہوم) یہ خالق کائنات اللہ عزوجل کا فیصلہ ہے، جسے خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ نے اپنی زبانِ اطہر سے دنیائے انسانیت کو سنایا اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے ریکارڈ کیا۔ سرورِ ہر دوسرا، سید الانبیاء ﷺ کے دورِ ہمایونی سے لے کر آج تک تاریخ انسانیت نے اس کا مشاہدہ کیا اس کی صداقت کو پرکھا اور اس پر گواہ ہے۔

ملّتِ کفر کی اسلام اور اہلِ اسلام سے باطنی خصومت کی دو وجہیں ہیں:

ایک تو سیّدِ عالم خاتم الانبیاء والمرسلین سے بغض و عداوت، دوسرے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ان کی یہ ناراضگی کہ اس نے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم سے غنی کیوں کر دیا؟ اسی وجہ سے قرآن حکیم نے یہ واضح اعلان فرمایا کہ ملّت کفر کبھی تمہاری دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتی، تم بھی انہیں کبھی اپنا دوست اور راز دار نہ بنانا۔ (مفہوم، الممتحنہ ۱/۲۰)۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''یہ (کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ) تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ یہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دین میں داخل ہو جاؤ''۔ (مفہوم، البقرہ ۱۲۰/۲)

ان آیات کے پس منظر میں مسلم ہسپانیہ کی تاریخ ملاحظہ فرمائیں مسلم حکومت کے زوال کے بعد مسلمانوں کا عیسائیوں نے قتل عام اور ان کی جاں بخشی کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ عیسائی ہو جائیں پھر بھی ان کو اچھوتوں کا درجہ دیا گیا۔ اللہ عزوجل کا یہ انتباہ نزولِ وحی سے لے کر صبح قیامت تک کے لئے ہے۔ ''لاتبدیلا لکلمات اللہ'' اللہ تعالیٰ اپنی باتوں کو بدلا نہیں کرتا۔ البتہ ہمیں خود کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

اُدھر ملّتِ کفر کا یہ عالم، اُدھر ملّتِ اسلامیہ کا یہ کردار کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے رسولِ مکرم و محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان کے دشمنوں سے اتحاد، وداد و محبت کے تعلقات اور انہیں اپنا راز دار بنا بیٹھے۔ نتیجۃً آج ہم کثرت میں ہونے کے باوجود بزدلی، کم ہمتی اور ناطاقتی کا شکار ہیں۔ بوسینا، سربیا، کوسوو، چیچنیا، فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق اور اب لبنان ہر جگہ مسلمان ظلم و بربریت کا شکار ہو رہے ہیں۔ لیکن نہ کوئی ان کا مددگار ہے نہ فریاد رس۔

اس وقت ملّتِ کفر کی مجلسِ مشاورت کا نام ''بش انتظامیہ'' ہے جس کی قیادت ''شیخ نجد'' کے بھیس میں مسٹر بش کر رہے ہیں۔ انہوں نے مسلمانانِ عالم پر ایک صلیبی جنگ مسلط کی ہوئی ہے۔ اس مجرمانہ مہم میں ان کا ناجائز ''بغل بچہ'' اسرائیل اور ان کا نہایت فرمانبردار غلام برطانیہ پوری طرح سے شامل ہیں۔ اور یورپ و روس وغیرہ مسلمانوں پر بدترین ظلم و ستم کے خلاف آواز نہ اٹھا کر انسانیت کے خلاف ان کے جرم میں برابر کے ساتھی بن رہے ہیں۔ ان سب کا ایجنڈا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان یا تو ان کے دین میں داخل ہو جائیں، یا کم از کم ''ان کے بدن سے روح محمد ﷺ نکالدو''۔ کہ وہ ہمارے نہ بنیں تو کم از کم اپنے دین کے بھی نہ رہ جائیں، اور یہ اسی طرح ممکن ہو سکے گا جب ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک پر قابض ہو جایا جائے یا کم از کم ان کی

معیشت اور سیاست اور تعلیمی نظام پر اپنے ایجنٹوں کو مسلط کر دیا جائے۔

اسرائیل کی لبنان کے خلاف حالیہ سنگین جارحانہ جنگ اور ہزاروں کی تعداد میں اس کے شہریوں، خصوصاً بوڑھے، عورتوں اور بچوں کے قتل عام رکوانے میں انجمن اقوام متحدہ (UNO) کی بے حسی اور بے بسی نے اقوام عالم خصوصاً مسلم امۃ کا اس پر اعتماد ختم کر دیا اور یہ بات اب اظہر من الشمس ہوگئی کہ اس کی حیثیت اب محض امریکی انتظامیہ کی ایک جیبی انجمن (Pocket Union) کی سی رہ گئی ہے۔ لیکن غیروں سے کیا گلہ؟ رونا تو اس بات کا ہے اور بے حسی و بے جمیتی کی انتہا یہ ہے کہ اسرائیل کی چنگیزیت کے اس مظاہرہ کے دوران تمام مسلم ممالک خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ اسرائیل کے چاروں طرف مضبوط معیشت اور لامحدود قدرتی وسائل سے مالا مال عرب ممالک جو فوجی اعتبار سے بھی خاصے مستحکم ہیں، منہ میں گھنگنی بھرے بیٹھے رہے۔ بزدلی اور نامردی کا مظاہرہ اپنی جگہ، ان سے تو یہ بھی نہ ہوسکا کہ عرب لیگ کا اجلاس طلب کر لیتے یا تنظیم مؤتمر اسلامی (OIC) کو فعال بناتے: ''فغان کہ بخت من از خواب برنمی آید!'' حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ اپنی روایتی بزدلی کو ترک کر کے جرائت و بہادری اور یک جہتی سے صورتِ حال کا مقابلہ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ عزیمت و ہمت کے ساتھ اسرائیل اور ''بش انتظامیہ'' کو الٹی میٹم دیتے کہ اگر اسرائیل نے لبنان پر جارحیت کی تو تمام عرب ممالک اس جارحیت کے خلاف ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لبنان کی بشمول عسکری ہر طرح کی مدد کریں گے۔ اور اس جہاد میں تمام غیر عرب اسلامی ممالک کو بھی دعوت شرکت دیتے۔ اگر عرب ممالک خود جراءت و ہمت اور اتحاد و یگانت کا مظاہرہ کرتے تو امید تھی کہ ان کی آواز پر دیگر اسلامی ممالک بھی لبیک کہتے اور ساتھ دینے پر بھی آمادہ ہو جاتے۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ چنانچہ یہ منظر کروروں لوگوں نے ٹیلی ویژن کے تمام چینلوں پر دیکھا کہ عرب وزرائے خارجہ کے اجلاس میں لبنان کے صدر اسرائیل کی بربریت اور لبنانی شہریوں کے قتل وغارت گری پر رو پڑے لیکن عرب ممالک کے وزرائے خارجہ دم بخود، بے حس ہو کر اپنے لبوں پر انگلیاں رکھ کر بیٹھے رہے، کسی نے تکلفاً جھوٹے منہ بھی یہ نہ کہا کہ ہم اسرائیلی جارحیت کو روکنے کے لئے اپنے تمام وسائل کے ساتھ لبنان کا ساتھ دیں گے۔ عرب ممالک کو چاہیے تھا کہ ''حزب الشیطان'' کے ساتھ اس جنگ میں وہ خود ''حزب اللہ'' کا کردار ادا کرتے، لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو کم از کم لبنان کے ''حزب اللہ'' ہی کا ساتھ دیتے جس نے علاقہ کی سب سے بڑی فوجی طاقت سے ٹکرا کر نہ صرف امریکہ و برطانیہ کو حیران کر دیا بلکہ مسلمانوں خصوصاً عرب ممالک کے لئے باعزت طور پر زندہ رہنے کے لیے روشنی کی ایک نئی کرن پیدا کر دی۔

آج لبنان اور فلسطین کے سسکتے، بلکتے، معصوم یتیم بچے اور زخموں سے چور بیوہ خواتین، بوڑھے اور نہتے نوجوان زبان حال سے اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک کے سربراہان سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ آج اس برے وقت میں تم ہماری مدد کو نہ آئے تو کل تمہیں اپنے جرم ضعیفی کی سزا ''مرگ مفاجات'' سے کوئی نہ بچا سکے گا، نہ یہ تمہارا تخت وتاج رہے گا، نہ محلات رہیں گے نہ توپ تفنگ رہے گا کہ نہ ہی یہ کرّ وفر۔ جو کچھ تمہاری دھن دولت امریکن اور یہودی بینکوں کی تجوری میں ہے وہ آج بھی غیروں کے تصرف میں ہے اور کل تم اس کے اصل اور سود دونوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ شہنشاہ ایران کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ آج ان مظلوموں کی نگاہیں پھر کسی سلطان صلاح الدین ایوبی کی راہ تک رہی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے موجودہ بدکردار حکمراں ہماری اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم پر مسلط ہوئے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو برسرِ عام توڑ کر ''از سر پیان گذشت برسر پیمانہ شد'' کا عملی مظاہرہ کر رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ ''شرم نبی، خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں''۔ یہ وقت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا احتساب کرے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ اپنی گمشدہ دولت، علم وحکمت ہر قیمت پر حاصل کرنا اور اپنے وسائل کو جمع کرنا ہے۔ ہماری عزیز ترین متاع ہمارے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت ہے۔ ہمیں محبت کے اس چراغ کو اپنے قلوب میں جلائے رکھنا ہے اور اسے ''شرارِ بولہبی'' کی ستیزہ کاریوں سے بچانا ہے۔ ہمیں اپنے جسم وجان کو اسوۂ حسنہ کے نور سے منوّر رکھنے کا عزم کرنا ہوگا۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس حکم ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ'' پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے احسان یافتہ بندوں کے نقشِ پا کو چراغِ راہ بنانا ہوگا اور ان صوفی باصفا ہستیوں کی صحبت میں رہ کر اپنے کردار وعمل اور فکر ونظر کو مجلّٰہ کرنا ہوگا جو اس دورِ فتن میں بھی ورثۃ الانبیاء کے امین اور اسوۂ حسنہ کے چراغ ہیں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے اور ان شاء اللہ العزیز ضرور کامیاب ہوں گے بشرطیکہ: شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی!

تو یقین مانئے ہمارے حکمراں بھی ویسے ہوں گے اور آج کے بدکردار، بزدل، غدار اور ''بے حیا باش ہر چہ خواہی کن'' قسم کے حکمراں مکافاتِ عمل میں گرفتار ہو کر اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ امّتِ مسلمہ کو ان سے نجات مل جائے گی۔ اور بحیثیت مسلم امّہ ہم انصاف، تعاون اور اپنی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ''ایک ایک کا منھ تکتے پھرنے'' کی ذلّت سے بھی خلاصی پا جائیں گے۔ پھر ہم ہی ''صاحب امروز'' ہوں گے۔ کاش کہ ہمارے حکمراں سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمۃ کے اس قول کا راز پا لیتے تو آج ہمارا یہ حالِ زار نہ ہوتا:

''ذلّت کی سو سالہ زندگی سے عزّت کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے''

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہِ سید المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

☆☆☆☆☆

شبِ برأت کے متعلق پیغامِ اعلیٰ حضرت

بیسویں صدی کی آفاقی شخصیت، اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ) علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے شبِ برأت کے متعلق جو اپنے تلمیذ خاص حضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری (۱۳۰۳ھ/۱۳۸۲ھ) قدس سرہ کو اپنے ایک مکتوب میں لکھا تھا۔ ذیل میں ملاحظہ ہو:

پیغام: شب برأت قریب ہے۔ اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت میں پیش ہوتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل بطفیل حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ افضل الصلوۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتا ہے، مگر چند۔ ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں۔ فرماتا ہے:

ان کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں۔ لہٰذا اہل سنت کو چاہیے کہ حتی الوسع قبل غروب آفتاب 14/ شعبان باہم ایک دوسرے سے صلح صفائی کرلیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کر دیں، یا معاف کرالیں کہ باذنہ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہو کر بارگاہ عزت میں پیش ہوں۔ حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لیے توبہ صادقہ کافی ہے، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (گناہ سے توبہ کرنے والا اس کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ ومشکوۃ شریف ص: 206) ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ ضرور اس شب میں امید مغفرت تامہ ہے، بشرط صحت عقیدہ وہو الغفور الرحیم۔

یہ سب مصالحت اخوان ومعافی حقوق بحمدہ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے۔ امید کہ آپ بھی وہاں مسلمانوں میں اس کا اجرا کر کے ''من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة لا ینقص اجورهم شیأ'' کے مصداق ہوں۔

یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے لیے اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے (مسلم ومشکوۃ وغیرہما)۔ اور اس فقیر ناکارہ کے لیے عفو وعافیت دارین کی دعا فرمائیں۔ فقیر آپ کے لیے دعا کرے گا اور کرتا ہے۔ سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند۔ صلح ومعافی سب سچے دل سے ہو۔

فقیر احمد رضا قادری از بریلی (حیات اعلیٰ حضرت جدید جلد سوم، ص 388-389)

..........پیش کش: محمد شاکر رضا قادری

اپنی بات ۔۲

عقیدۂ ختم نبوت اصلِ ایمان ہے

ماہِ ستمبر کی آمدان ہزاروں اسیرانِ وفا اور شہید انِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی یاد تازہ کرتی ہے جنہوں نے ناموسِ رسالت کی حفاظت اور تحفظِ ختم نبوت کی خاطر ۱۹۵۲ء سے لیکر ۱۹۷۳ء تک اپنی جانوں کے نذرانے خندہ پیشانی سے پیش کیے، جس کے نتیجہ میں بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی قومی اسمبلی نے غلام قادیانی کذاب اور اس کو نبی / مجدد ماننے والوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا۔

ختم نبوت کا مسئلہ ایمان اور اعتقاد کے اعتبار سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس عقیدے کا تعلق اسلام اور کفر سے ہے۔ قرآنِ حکیم اور ارشاداتِ نبوعلیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء تمام مسلمانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کے اصل سرچشمے ہیں۔ انہی سرچشموں کی روشنی میں گذشتہ سوا چودہ سو سال سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک امت کے تمام طبقے، کیا علماء کیا عوام، اسے ایمان کا جزءِ خصوصی سمجھتے اور مانتے چلے آئے ہیں۔ اگر رسالت و نبوت کے اس اہم مسئلہ کے سلسلہ میں ہمارے ذہن تشکیک کا شکار ہوں گے تو ہم کبھی منزلِ مراد کو نہ پاسکیں گے اور دونوں جہانوں میں رسوائی ہمارا مقدر ہوگی۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر اللہ جل مجدہٗ نبیِ اُمّی ﷺ (ہمارے ماں باپ آپ پر قربان) کے بعد دوسرا کوئی نبی بھیجتا یا بھیجنے کا ارادہ فرماتا تو قرآن مجید میں اس کا واضح اشارہ ہوتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے برعکس قرآنِ کریم میں متعدد ایسی آیاتِ کریمہ موجود ہیں جن میں نبی رؤف رحیم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہے۔ مثلاً:

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (الاحزاب: ۳۳/۴۰)

''یعنی محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے'' (کنزالایمان)

علمائے اہلسنّت نے جنہوں نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام اور ہادیٔ اسلام ﷺ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کی ہے، ختم نبوت کے منکرین کا سخت رد کر کے ان کے سر اٹھانے سے پہلے ہی انہیں کچل دیا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ کی طرح اس فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بھی ان کا کردار روزِ اول سے بہت شاندار رہا ہے۔ تقریباً برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کے سو (۱۰۰) سے زیادہ علمائے اہلسنّت نے اس قلمی جہاد میں حصہ لیا، ان سب کے سرخیل امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز ہیں، لیکن قادیانیت کے خصوصی رد کے حوالے سے دو شخصیات کی تصانیف اور فتاویٰ نے سب سے زیادہ شہرت پائی، جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

۱.....اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی حنفی بریلوی،

۲.........حضرت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہما اللہ تعالیٰ

برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ

الرحمۃ کا غالبًا وہ پہلا علمی خانوادہ ہے جہاں سے منکرینِ ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء......۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) چودھویں صدی ہجری کے ایک یگانۂ روزگار عالمِ دین، عرب وعجم کے مرجعِ فتاویٰ جن کے پاس بلادِ عرب وعجم، افریقہ، چین، امریکہ اور یورپ سے بیک وقت پانچ پانچ سو استفتاء مسائلِ دینیہ وجدیدہ کی دریافت کیلئے آتے تھے۔ وہ اپنی جرأتِ ایمانی اور اظہار واعلائے کلمۃ الحق کے اعتبار سے ''لایخافون لومۃ ولائم'' کے صحیح مصداق تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی عقائدِ اسلامیہ کا پہرہ دیتے گزاری، ان کا قلم غیرتِ ایمانی کا علمبردار، عشقِ نبی الامی ﷺ کا ترجمان اور اُس دور کے تمام دینی اور اعتقادی فتنوں کا سختی سے محاسبہ کرتا نظر آتا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قادیانیوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے، ضروریاتِ دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے۔ قادیانی کے پیچھے نماز باطلِ محض، قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ قادیانہ مرتد ہے اس کا ذبیحہ محض نجس ومردار، حرامِ قطعی ہے، مسلمانوں کیبائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے'' (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو احکام شریعت، حصہ اول، مصنفہ امام احمد رضا)

آپ کے مجموعہ فتاویٰ رضویہ میں بھی متعدد فتاویٰ قادیانیت کی رد میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ محدث بریلوی قدس سرہٗ نے قادیانیت/مرزائیت کے رد میں متعدد مستقل رسائل بھی تحریر فرمائے جن کے اسماء یہ ہیں:

(۱) جزاء اللہ عدوہ باءبائہ ختم النبوۃ
(۲) المبین ختم النبیین
(۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان
(۴) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
(۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی
(۶) حاشیہ المعتقد المنتقد علی المعتمد المستند

برصغیر پاک ہند میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار اور عقیدۂ ختم نبوۃ سے انحراف کا فتنہ پہلی بار اس وقت منظرِ عام پر آیا جب مولوی احسن نانا توی (م۔۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران جب کہ وہ حکومت برطانیہ کی ملازمت میں تھے (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے اس عقیدہ کا واضح تحریری اعلان شائع کیا کہ اللہ کے حبیبِ لبیب ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقۂ زمین میں ایک خاتم النبیین اور ''محمد'' موجود ہیں۔ امام الاتقیا علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (والدِ ماجد امام احمد رضا) نے احسن نانا توی کی سخت گرفت فرمائی۔ ایسے عقیدہ والے کو گمراہ اور بددین قرار دیا۔ علماء بریلی، بدایوں، رامپور بشمول علامہ مفتی ارشاد حسین فاروقی رامپوری علیہ الرحمۃ استاد مولوی احسن نانا توی نے علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کی تائید کی جبکہ احسن نانا توی کے قریبی رشتہ دار مولوی قاسم نانا توی صاحب نے جو مدرسہ دیوبند کی انتظامیہ میں وہابیوں کے غلبہ کے بعد اس مدرسہ کے مہتمم ہوئے، ان کی حمایت میں ''تحذیر الناس'' نامی کتاب تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا:

''سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں

آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخرِ زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس صورت میں کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے''

پھر دوسری جگہ تحریر کیا ہے: ''اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''

یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ملّتِ اسلامیانِ ہند میں تفرقہ ڈالا اور ایک نئے فرقے کو جنم دیا۔ آگے چل کر تحذیر الناس کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں، حتیٰ کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جارہے تھے، تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا طاہر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب مفتی محمود صاحب سمیت کسی دیوبندی عالم سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہما الرحمۃ نے گرجدار آواز میں کہا کہ ہم اس عبارت کے محرر اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور یہ کہ اس سلسلے میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا مرتبہ اور علماءِ حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ ''حسام الحرمین'' اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے۔ مزید حیرت وافسوس کی بات یہ ہے کہ جناب مفتی محمود صاحب کی جماعت جمیعت علماءِ اسلام ہی کے دو معزز ارکان مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم صاحبان نے قادیانیت کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کئے لیکن نہ تو مفتی محمود صاحب نے، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی دیوبندی عالم نے ان دونوں کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کی یا بیانِ مذمت دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۴؍مارچ ۱۹۴۹ء کو قانون ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک تحفظِ ختم نبوت میں غالب اکثریت اہلسنّت کے علماء ومشائخ اور عوام کی تھی جسے ہزاروں کارکنانِ اہلسنّت نے ۱۹۵۲-۵۳ء میں اپنی نقدِ جان پیش کر کے اور اسیری کو صعوبتیں برداشت کر کے کامیاب بنایا اور بالآخر یہ جدوجہد ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو امام احمد رضا قدس سرہٗ کے خلیفۂ اجل، مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ کے نامور فرزند حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی سیاسی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں آئینی فتح پر منتج ہوئی اور عالمِ اسلام میں پہلی بار پاکستان کو یہ قابلِ فخر اعزاز حاصل ہوا کہ بیسویں صدی کے اس مسیلمہ کذاب اور اس کی ذریت کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں امام احمد رضا اور ان تمام علمائے حق پر جنھوں نے ''سنّتِ صدیقی'' پر عمل پیرا ہوکر منکرینِ ختم نبوت کے خلاف عزم واستقامت کے ساتھ قلمی جہاد اور آئینی جدوجہد کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد نبیہ الذی استقذنا بہ من عبادتِ الاوثانِ والا صنامِ وعلی الہ واصحابہ النجبآء البررۃ الکرام واولیاء امتہ وعلماء ملتہ العظام اجمعین وبارك وسلم إلیٰ یوم الدین۔

سورۃ البقرہ

معارفِ قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

کسی لفظ کے سو پہلو ہوں تو اس کا حکم

بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو، جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف، تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اسنے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں۔

۱۔ عمرو اپنی ذات سے غیب داں ہے یہ صریح کفر و شرک ہے۔

'قُلْ لا یَعلَمُ مَن فی السمٰوٰتِ والا رضِ الغیبَ الّا اللّٰہُ'' (پ۲۰۔ ع۱۔ آیت ۶۵۔ سورۃ نمل)

تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمیں میں ہیں مگر اللہ۔

۲۔ عمرو آپ تو غیب داں نہیں مگر جن علم رکھتے ہیں ان کے بتائے سے اسے غیب کا علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔'

'تَبیَّنَتِ الْجنُّ اَنْ لو کا نو ا یعلمو نَ الغیبَ ما لبِثُوا فی العذا بِ المھینِ'' (پ ۲۲۔ ع۸۔ آیت۱۴۔ سورۃ سبا)

جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے

۳۔ عمرو نجومی ہے، ۴۔ رمال ہے، ۵۔ سامندرک جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے، ۶۔ کوے وغیرہ کی آواز، ۷۔ حشرات الارض کے بدن پر گرنے، ۸۔ کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے، ۹۔ آنکھ یا دیگر اعضا کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے، ۱۰۔ پانسہ پھینکتا ہے۔ ۱۱۔ فال دیکھتا ہے، ۱۲۔ حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے، ۱۳۔ مسمریزم جانتا ہے، ۱۴۔ جادو کی میز، ۱۵۔ روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے، ۱۶۔ قیافہ داں ہے، ۱۷۔ علم زایرچہ سے واقف ہے۔

ان ذرائع سے اسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے۔ یہ سب کفر ہیں (یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے، ۱۲ منہ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''من اتی عرا فاا و کا ھنا فصد قہ بما یقول فقد کفر بما انز ل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ روا ہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعا لی عنہ''۔

ولاحمد وابی دا ؤد عنہ رضی اللہ تعا لی عنہ فقد بر ئی بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مسند احمد ۱۶۴/۳، ترمذی ۳۵/۱ باب ماجاء فی کرھیۃ اتیان الحائض۔)

جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس آئے اور اس کے کہنے کی تصدیق کرے تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل شدہ احکام میں کفر کیا۔

۱۸۔ عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے۔

''ولٰکِنْ رَسُو لَ اللّٰہِ و خا تَمَ النَّبیینَ و کا ن اللّٰہُ بکُلِّ

شئیٍ علیماً'' (پ۲۲، ع۲، آیت ۴۰ سورہ احزاب)

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۱۹۔ وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہو گئے ہیں، اس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو محیط ہو گیا۔ یہ یوں کفر ہے کہ اس نے عمرو کو علم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دیدی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں۔

''قُل ھل یستوِی الّذینَ یعلمُونَ والّذینَ لا یعلمُونَ''
(پ۲۳، ع۱۵ آیت ۹ سورۃ الزمر)

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

''من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد عابه فحکمه حکم الساب'' (نسیم الریاض)

جس نے کہا کہ فلاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو اس کا حکم حضور کی شان میں گستاخی کرنے والے کی مانند ہے۔

۲۰۔ جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علومِ غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہراً باطناً کسی طرح کسی رسول انس و ملک کی وساطت و تبعیت نہیں، اللہ تعالیٰ نے بلا واسطۂ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا۔ یہ بھی کفر ہے۔

وما کانَ اللّٰہ لِیُطلِعَکم علی الغیبِ و لکنَّ اللہَ یجتبِی مِن رسلِه مَن یشاءُ۔ (پ۴ ع۹ آیت ۱۷۹ آل عمران)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے رسولوں سے جسے چاہے۔

''عالمُ الغیبِ فلا یُظھِر علی غیبِه احداً اِلّا مَنِ ارتَضی من رسولٍ''
(پ۲۹، ع۱۲، آیت ۲۶، ۲۷ سورہ جن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

۲۱۔ عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے۔

تو محققین فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے کہ اگرچہ اسکی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے۔

احتیاط و تحسین ظن کے سبب اس کا کلام اسی پر حمل کرینگے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلاۃ والثناء میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔

ابھی شفاء و بزازیہ، درر و بحر و نہر و فتاویٰ خیریہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں۔

وَسیَعلَمُ الّذِینَ ظلَمُوا ایَّ منقلِبٍ یَنقلِبونَ''۔
(پ۱۹ ع۱۵، آیت ۲۲۷ شعراء)

اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

سو پہلو والے کلمہ میں مفتی کا عمل کیا ہو

شرح فقہ اکبر میں ہے: ''قدذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع و تسعون احتمالا للکفر و احتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی و القاضی ان یعمل بالاحتمال النافی'' (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹، ملا علی قاری)

جاری ہے.........

گزشتہ سے پیوستہ

معارفِ حدیث
من افاضاتِ امام احمد رضا

۶۔ شرک و کفر

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

(۱۴) معظم دینی کی تصویر سخت حرام وکفر انجام ہے

۱۱۲۔ **عن** أبی جعفر بن المھلب رضی اللہ تعالی عنہ قال: کان ود رجلا مسلما و کان محببا فی قومہ فلما مات عسکروأحول قبرہ فی أرض بابل و جزعوا علیہ ، فلما رأی ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال: أری جزعکم علی ھذا ، فھل لکم أن أصورکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ؟ قالوا: نعم ، فصور لھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم و جعلو یذکرونہ، فلما رأی ما لھم من ذکرہ قال: ھل لکم أن أجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا مثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ ، قالوا: نعم، فصور لکل أھل بیت تمثا لا مثلہ فأقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ،قال:و أدرک أبنآء ھم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا و ذرس أمر ذکرھم إیاہ جتی اتخذوہ آلھا یعبدونہ من دون اللہ ، قال : و کان أول ما عبد غیر اللہ فی الارض و الصنم الذی سموہ بود۔

فتاوی رضویہ حصہ دوم ۹/۴۷

حضرت ابوجعفر بن مہلب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ودنام کے ایک صاحب ایمان شخص تھے جو اپنی قوم میں نہایت محبوب ومعزز رہے۔ جب انکا انتقال ہوا تو لوگ زمین بابل میں ان کی قبر کے پاس جمع ہوئے اور نہایت جزع فزع کی۔ ابلیس مردود نے جب یہ دیکھا تو انسانی شکل میں آکر بولا: میں تمہارا جزع فزع دیکھ رہا ہوں، تو کیا میں تمہارے لئے انکی تصویر بنادوں۔ کہ وہ تمہاری مجلس میں رہے جس سے تم انکو یاد کرتے رہو۔ بولے: ہاں، چنانچہ اس نے تصویر بنادی اور لوگوں نے اپنی مجلس میں اسے رکھ لیا اور اسکی یادگار مناتے رہے، پھر جب ابلیس نے اسکی یاد کے ساتھ انکا شغف دیکھا تو کہنے لگا: کیا میں تم میں سے ہر ایک کے گھر کے لئے ایسی ہی تصویر بنادوں کہ تم میں سے ہر ایک اپنے گھر میں یادگار مناتا رہے؟ بولے: ہاں، لہذا ہر گھر کیلئے اس نے تصویر بنادی تو سب اس پر جھک گئے اور یادگار مناتے رہے۔ پھر انکی اولاد میں بھی نسلا بعد نسل یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور ابلیس انکو یہ سبق پڑھاتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس تصویر کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا ایک دوسرا معبود بنالیا، چنانچہ زمین میں یہ سب سے پہلا بت تھا جسکی عبادت ہوئی اور اس طرح غیر خدا کی عبادت کا رواج پڑا۔ ۱۲ ام

۱۱۳۔ **عن** أم المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ رأتھا بأرض الحبشۃ یقال لھا ماریۃ، و کانت أم سلمۃ و أم حبیبۃ أتتاأرض الحبشۃ فذ کرتا من حسنھا و تصاویر فیھا فرفع رأسہ فقال: أُولٰٓئِکَ إِذَا مَاتَ مِنْھُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلیٰ قَبْرِہٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ وَ أُولٰٓئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰہِ ۔

فتاوی رضویہ حصہ دوم، ۹/۴۷

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپکی بعض ازواج مطہرات نے حبشہ میں واقع ماریہ نامی ایک گرجے کا تذکرہ کیا۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ حبشہ تشریف لے گئی تھیں انہوں نے

اسکی خوبصورتی اور اس میں آویزاں تصویروں کا ذکر بھی کیا، آپ نے یہ سنکر سر اٹھایا اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک مرد انتقال کرجاتا تو اسکی قبر پر مسجد بناڈالتے اور اسکی تصویر بناکر آویزاں کرتے یہ لوگ اللہ تعالی کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

معظم دین کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اسکی تعظیم کی جائیگی۔ اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاصی بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے، ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جن پر انکو بدترین خلق فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا۔ اور نبی بھی کون شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد تمام جہاں سے افضل واعلی ہیں۔ انکی اور حضرت سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلوۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے۔ پانی منگا کر بنفس نفیس انہیں دھودیا۔ اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا۔ اللہ انہیں قتل کرے۔ اقول وباللہ التوفیق: یہاں ایک نکتہ بدیعہ ہے جس پر تنبیہ لازم، یہاں چار صورتیں ہیں۔

اول: تصویر کی توہین۔ مثلاً فرش پا انداز میں ہونا کہ اس پر چلیں۔ پاؤں رکھیں، یہ جائز ہے اور مانع ملائکہ نہیں۔ اگر چہ بنانا اور بنوانا ایسی تصویروں کا حرام ہے۔ کمافی الحلیہ والبحر وغیرہا۔

دوم: جس چیز میں تصویر ہو اسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے، جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا، زمین پر پھینک نہ دینا۔ کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب مال ہے۔ اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا، یہ بحال ضرورت جائز ہے۔ جس طرح روپے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کے یہاں چلتا نہیں اور اس سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں۔ الضرورات تبیح المحظورات یونہی اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ کہ اگر انکی تصویر ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہوکر دیکھنے سے تفصیل اعضاء ظاہر نہ ہو، جیسے اشرفی مہر۔ اسکے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے کہ اسکی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں۔ اور بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگر چہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا۔ حالانکہ ہمیں اسکی اہانت کا حکم ہے۔ تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے، چاقو وغیرہا پر جو تصویریں ہوتی ہیں وہ اسی حکم میں داخل ہیں۔ اگر بڑی ہیں تو انہیں مٹادے یا کاغذ وغیرہ لگادے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اس وقت کہ رکھنے والے کو اس شی سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔

سوم: ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہال زینت وآرائش کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام ہے کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگر چہ اسے معظم وقابل احترام نہ جانا۔

حوالہ جات

۱۱۲۔ التفسیر لعبد بن حمید،

۱۱۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، الجنائز، ۱/۱۷۹

☆ المسند لاحمد بن حنبل ۶/۵۱

☆ المسند لابی عوانۃ، ۱/۴۰۰

☆ البدایۃ و النہایۃ لابن کثیر، ۱/۱۰۶

جاری ہے........

فصل دہم — مبحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں

معارف القلوب
مِن افاضاتِ امام احمد رضا

مصنف : رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی : مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری*

گزشتہ سے پیوستہ

قولِ رضا: قال سیدنا ابراھیم علیه الصلوٰة والتسلیم: وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یغفرلی خطیئتی یوم الدین O وقال: ولاتخزنی یوم یبعثون O

وقال موسی الکلیم علیه الصلوٰة والتسلیم: اِنِّیْ ذَهَبَ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ O

وقال تعالٰی لمحمد ﷺ: لِیَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ الآیة O وقال تعالٰی: یَوْمَ لَا یُخْزِیَ اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ O وقال تعالٰی: وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا (۳۵۰)

حدیثِ قدسی میں ہے: من شغله ذکری عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین O

''جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے، اسے مانگنے والے سے بہتر دوں۔'' اور یہ بھی حدیث میں وارد کہ ''خدا بھائی یوسف علیہ السلام پر رحم کرے۔ اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر، درخواست نہ کرتے، اسی وقت مقرر کرتا۔ درخواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے۔'' (۳۵۱)

قولِ رضا: امام دقوقی کا قصدِ کنارِ دریا، دور سے چند ابدال کو مختلف شکلوں میں متشکل ہوتے دکھنا، پھر ان کے قریب آ کر نماز میں انہیں امام بنانا، ایک جہاز ڈوبتا دیکھ کر ان کا دعا کرنا، خلاص پانا، ابدال کا اقتدا سے جدا ہو جانا، کہ تمہیں کارخانۂ قضاء میں دخل دینے کا کیا منصب ہے، معروف و مشہور اور مثنوی شریف حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی میں مذکور)

بعض علماء دعا و سوال بنظر ان فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے، بہتر سمجھتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و قضا پر راجی رہے تاکہ دونوں فائدے ہاتھ آئیں۔

بعض کہتے ہیں جس بات میں حظِ نفس کو دخل ہے (۳۵۲) وہاں سکوت و ترکِ دعا افضل ہے اور جس میں دین و شروع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے، اس کا مانگنا مناسب۔

بعض علماء فرماتے ہیں، جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے اور اس سے کشودِ کار نظر آئے، (۳۵۳) دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف اشارہ کرے، سکوت اَولیٰ، اور یہ قول اصح اقوال ہے۔ (۳۵۴)

اکثر امور، خصوصاً مباحات و مندوبات میں دل کا فتویٰ اعتبارِ تمام رکھتا ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں دعا و ترک میں ترجیح وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔

قولِ رضا: یہ جو حضرت مصنف قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا، حکم اصلی ہے۔ مگر اس کا مورد صرف اولیاء ہیں۔ جن کی نسبت اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ (۳۵۵) وارد۔ عوام مؤمنین کہ فتوائے قلب و طغوائے نفس و اغوائے دیو (۳۵۶) میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے راہ یہی ہے کہ دعا میں کبھی تقصیر نہ کریں (۳۵۷) کہ فی نفسہ عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث میں مطلقاً اس کی طرف ترغیب فرمائی کہ احکامِ شرعیہ میں کثیر غالب ہی پر لحاظ ہوتا ہے۔

ثم اقول......... محلِ نزاع ادعیہ خاصہ (۳۵۸) وقتِ حاجاتِ حادثہ ہیں، ورنہ مطلق دعا باجماعِ امتِ مرحومہ ہر روز کم از کم بیس بار

واجب ہے۔ اِھدنا الصراط المستقیم (۳۵۹) کیا دعا نہیں اور الحمدلله رب العلمین (۳۶۰) سب سے افضل دعا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: افضل الذکر لااله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله (۳۶۱) رواہ الترمذی وحسّنه والنسائی وابن ماجة وابن حبان و الحاکم وصححه عن جابر بن عبد اللّٰه رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما۔

درود شریف بھی دعا ہے کہ باجماعِ امت مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر فرضِ قطعی اور عند المحققین ہر بار کہ ذکر شریف حضور پُر نور ﷺ آئے واجب ہے۔

یوں ائمہ شافعیہ کے نزدیک ہر روز انتالیس (۳۹) بار دعا فرض ہوگی کہ شبانہ روز میں سترہ رکعتیں فرض ہیں ہر رکعت میں فاتحہ فرض۔ ہر فاتحہ میں دو بار دعا اور ہر قعدۂ اخیر میں درود فرض۔

احادیثِ سابقہ (۳۲۶) جن میں ارشاد ہوا کہ جو دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے، ترکِ مطلق ہی پر محمود یا معاذ اللہ اپنے کو بارگاہِ عزت عزوجل سے بے نیاز جاننا، اس کے حضور تضرع و زاری سے پرہیز رکھنا کہ اب صریح کفر و موجبِ غضبِ ابدی ہے۔ ولہٰذا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۳۶۳) کے متصل ہی ارشاد ہوا: اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (۳۶۴) بالجملہ مطلق دعا میں ہرگز کسی مسلمان سے نزاع معقول نہیں اور خود بعد امرِ صریح اُدْعُوْنِیْ وفرمان وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (۳۶۵) گنجائش کلام کیا ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم)

حواشی/ حواله جات

(۳۵۰) سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی: ''اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔'' سورۃ الشعراء، آیت ۸۲، ترجمۂ کنز الایمان

''اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔'' سورۃ الشعراء، آیت ۸۷، ترجمۂ کنز الایمان

موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ''میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے راہ دے گا۔'' سورۃ الصّٰفّٰت، آیت: ۹۹، ترجمۂ کنز الایمان

''جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو۔'' سورۃ التحریم، آیت ۸، ترجمۂ کنز الایمان

''اور تمہیں سیدھی راہ دکھاوے۔'' سورۃ الفتح، آیت ۲، ترجمۂ کنز الایمان

(۳۵۱) یعنی ایک سال تاخیر سے مقرر ہوئے۔

(۳۵۲) یعنی جس بات میں لذتِ نفس اور ذاتی مفاد شامل ہو وہاں دعا کو ترک کرتے ہوئے راضی برضائے مولیٰ رہنا افضل ہے۔

(۳۵۳) یعنی اپنا مقصود و مطلوب حاصل ہوتا دکھائی دے۔

(۳۵۴) یعنی یہ قول تمام اقوال سے صحیح تر ہے۔

(۳۵۵) یعنی اولیائے کرام علیہم الرضوان کے لئے ہی کہا گیا کہ ''اپنے دل سے فتویٰ پوچھے۔''

(۳۵۶) عام مسلمانوں کے لئے اس بات میں تمیز کرنا مشکل ہے کہ ابھی میرے دل میں جو بات آرہی ہے، آیا یہ میرے دل کی جانب سے ہے یا نفس کی سرکشی کے باعث یا پھر شیطان کے بہکاوے سے ہے۔

(۳۵۷) یعنی عام مسلمانوں کے حق میں مناسب یہی ہے کہ دعا میں کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں۔

(۳۵۸) دعا کی جمع ہے۔ یعنی علماء کا جو اختلاف گزرا وہ اس وقت ہے کہ جب اچانک کوئی مشکل یا مصیبت آئے اور دعا کی جائے، ورنہ مطلق دعا میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۳۵۹) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ سورۃ الفاتحہ، آیت ۵، ترجمۂ کنز الایمان

(۳۶۰) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ سورۃ الفاتحہ، آیت: ۱، ترجمۂ کنز الایمان

(۳۶۱) سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے افضل دعا الحمدللہ ہے۔

(۳۶۲) وہ حدیث کہ فصل دوم میں ادب ۳۰ کے تحت مذکور ہوئی۔

(۳۶۳) مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا۔ سورۃ المؤمن، آیت ۶۰، ترجمۂ کنز الایمان

(۳۶۴) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔ سورۃ المؤمن۔ آیت ۶۰، ترجمۂ کنز الایمان (یہاں عبادت سے مراد دعا ہے)

(۳۶۵) اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ سورۃ النساء، آیت ۳۲، ترجمۂ کنز الایمان

جاری ہے......

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷ کا ایک سرسری مطالعہ: چند اصلاح طلب پہلو

تحریر: خورشید احمد سعیدی، اسلام آباد

﴿نوٹ: مولانا خورشید سعیدی صاحب نے ''فتاویٰ رضویہ کا ایک سرسری مطالعہ'' کے عنوان کے تحت فتاویٰ رضویہ جدید (مشمولہ ۳۰ جلدوں) میں کمپوزنگ اور تخریج وتحشی کے حوالہ سے کچھ اغلاط کی نشاندہی کی ہے تا کہ ناشر اور علماء واسکالر حضرات اس سے استفادہ کر کے انہیں درست فرمالیں اور فتاویٰ رضویہ کا غائر مطالعہ کر کے آئندہ اشاعت میں ان اغلاط کی تصحیح کر لی جائے۔ انہوں نے ۲۵ جلد تک کا سرسری جائزہ تحریر کر دیا جائے اور یہ تحریر کیا ہے کہ اس کے بعد کی جلدوں (یعنی ۲۴، ۲۳، ۲۲......) کا تجزیہ اب وہ نہیں پیش کریں گے۔ یہ کام اب وہ ناشرین اور علماء/ اسکالرز پر چھوڑ رہے ہیں، لہٰذا معارفِ رضا کے شماروں میں صرف ۲۵ جلد تک کا سرسری جائزہ پیش کیا جاسکے گا۔ (ادارہ)﴾

اس سے پہلے فتاویٰ رضویہ کی تین جلدوں یعنی ۳۰، ۲۹ اور ۲۸ میں وارد قرآنی آیات کی فہرست مرتب کرتے وقت سامنے آنے والی اخطاء اور اغلاط کو قارئین ماہنامہ معارف رضا (جولائی اور اگست ۲۰۰۶ء) میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس زیر تحریر کے ذریعے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۲۷ (طبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور، اگست ۲۰۰۴ء) میں وارد قرآنی آیات، عربی عبارات، ترجمہ، حواشی وغیرہ میں اصلاح طلب **صرف چند** اغلاط اور اخطاء کی نشاندہی کی گئی ہے۔ امید ہے اس کاوش سے رضویات کے میدان میں کام کرنے والے محققین، فتاویٰ سے استفادہ کرنے والے مفتی صاحبان اور اس کی آئندہ اشاعت کا اہتمام کرنے والے علماء کرام اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مستفید ہوں گے۔

درج ذیل میں پہلے ان قرآنی عبارات اور فتاویٰ میں ان کے مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے جہاں اصلاحات کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

قرآنی عبارات میں اخطاء:

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۳۹	۲۰	اَن الحُکمُ	اِن الحُکمُ
۱۷۱	۲۱	امرٌ من عندنا [یعنی امر پر دو پیش کے ساتھ]	قرآن میں امرًا من عندنا ہے۔
۲۱۱	۱۰	ولکم فیھا مستقر ومتا ع الی حین	ولکم فی الارضِ مستقر ومتا ع الی حین
۵۰۶	۱۶	وھو معکم اینما کنتم	وھو معکم این ما کنتم
۵۰۸	۱۳	او الله یقدر الیل	و الله یقدر الیل
۵۷۲	۸	فوقکم کیف بنینٰھا ویّنّٰھا	فوقھم کیف بنینٰھا وزیّنّٰھا
۶۳۴	۹	الحمد لله الذی ھدٰنا ھذا	الحمد لله الذی ھدٰنا لھذا
۶۶۳	۱۷	علیکم حفظه	علیکم حفظة

قرآنی آیات کے حوالوں میں اخطاء:

جیسا کہ اس سے سابقہ مضامین میں فتاوی رضویہ کی جلد نمبر ۳۰، ۲۹ اور ۲۸ کے بارے میں عرض کیا گیا تھا کہ ان میں بعض اغلاط کا تعلق سورتوں کے نمبر سے ہے اور بعض غلطیاں آیات کے نمبروں سے متعلق ہیں یہی حال جلد ۲۷ میں وارد آیاتِ قرآنی کا ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس جلد میں اس نوعیت کی فروگزاشتیں انتہائی کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف دو مقامات پر اصلاح کی ضرورت ہے۔

صفحہ نمبر	سورۃ	حاشیہ نمبر	حاشیے میں غلط حوالہ	درست حوالہ
۲۰۵	یوسف	۱	القرآن الکریم ۳۳/۴۰	القرآن الکریم ۱۲/۶۴
۴۰۹	المؤمنون	۳	۳/۸۹	۲۳/۸۹

متنوع فروگذاشتیں:

۱۔ اس جلد ۲۷ کے صفحہ ۴۳، سطر ۹ میں ''فی الزمان'' کا تکرار ہے یعنی اسے دو بار لکھ دیا گیا ہے جبکہ ایک بار لکھنا چاہیے۔ ہاں اس عربی عبارت کے اردو ترجمہ میں تکرار کی غلطی نہیں ہے۔

۲۔ صفحہ ۲۷ پر سطر ۵ ایک عربی شعر ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ ہے: ''ما اذا اخاضك یا مغرور فی الخطر''۔ اس کا ترجمہ کیا گیا ہے: ''اے مغرور! تجھے کس شے نے خطرے میں ڈالا''۔ اگر یہ ترجمہ درست ہے تو عربی عبارت ''ما اذا اخاضك'' نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر عربی عبارت درست ہے تو پھر ترجمہ اصلاح طلب ہے۔

۳۔ صفحہ ۵۲۱، سطر ۱۹ میں سورۃ القصص کی آیت ۳۲ کے کچھ کلمات نقل کیے گئے ہیں اور حاشیے میں ان کا حوالہ ''۱ القرآن الکریم ۲۸/۳۲'' دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ تو درست ہے مگر اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اُن کلمات پر نمبر نہیں ڈالا گیا۔ اسی طرح صفحہ ۵۱۹ پر ایک حاشیہ یوں ہے: ''۱ شرح ہدایت الحکمت فصل فی الزمان مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۱۱ و ۲۱۲''۔ یہ کس عبارت کے لیے ہے؟ پورے صفحے پر کہیں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

۴۔ صفحہ نمبر ۶۱۹ کے نمبر کو اُلٹا لکھ دیا گیا ہے۔ اسے سیدھا لکھنے کی ضرورت ہے۔

خالی حواشی:

۱۔ صفحہ ۹۱ پر ایک عربی عبارت کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں: ''من افتی فی کل ما استفتی فھو مجنون[۱]''۔ مگر اس کے حاشیے میں صرف نمبر ۱ ڈالا گیا ہے اور اس کے آگے کسی کتاب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں لکھا گیا۔ شاید تخریج کے وقت ذمہ دار علماء کو حوالہ نہیں ملا ہوگا۔ میں نے جب المکتبة الشاملة کی ۱۸۰۰ کتب میں کمپیوٹر کے ذریعے تلاش کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت ابن بطة کی ''الإبانة الکبری'' کے باب ''سلونی عما شئتم'' جزء نمبر ۱ میں اور طبرانی کی ''المعجم الکبیر'' جزء ۸، باب ۲ میں پائی جاتی ہے۔

۲۔ صفحہ ۱۶۶ سطر ۶ اخطل کا ایک شعر ہے۔ اس پر مصدر/مرجع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے نمبر ۲ ڈالا گیا ہے لیکن نیچے حاشیے میں کسی مصدر/مرجع کا ذکر نہیں ہے۔ المکتبة الشاملة میں کمپیوٹر کے ذریعے تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ شعر جاحظ کی مشہور کتاب ''البیان والتبیین''، وشاء کی کتاب ''الموشی'' اور محبی کی کتاب ''نفحة الریحانة'' میں پایا جاتا ہے۔

غلط اعراب:

صفحہ ۱۱۶، سطر ۱۴ میں ایک لفظ "ہَبَـنُـقَــہ" ملتا ہے۔ اس کا تلفظ سمجھانے کے لیے اس پر جو اعراب ڈالے گئے ہیں وہ درست نہیں۔ یہ لفظ "هَبَنَّقَة" ہے یعنی نون پر شدّ اور زبر کے ساتھ [دیکھئے: مشہور نحوی خلیل بن احمد کی کتاب العین؛ فیروز آبادی کی القاموس المحیط؛ علامہ ابن منظور کی لسان العرب؛ زَبیدی کی تاج العروس من جواهر القاموس وغیرہ]۔ یہ یزید بن ثروان قیسی کا لقب ہے۔ یہ لفظ انتہائی احمق شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔ ثعالبی نے اپنی کتاب "ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب" میں اس کی حماقت کے کئی قصے بیان کیے ہیں۔ اس کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب "اخبار الحَمقٰی والمُغفلین" میں اور ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "بهجة المجالس" کے باب "المال حمدًا وذمًا" میں بھی کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بار اس نے گھونگے، ہڈیاں اور ٹھیکریاں جمع کیں اور ان کا ہار بنا کر گلے میں لٹکا لیا۔ جب پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: "تا کہ میں گم نہ ہو جاؤں"۔ ایک رات اس کے بھائی نے وہ ہار چپکے سے اس کے گلے سے اتار کر اپنے گلے میں ڈال لیا۔ یزید بن ثروان المعروف هَبَنَّقَه جب صبح کو بیدار ہوا اور اپنے ہار کو اپنے بھائی کے گلے میں دیکھا تو پوچھا: 'اخی انت انا فمن انا؟' بھائی تُو تو میں ہوں مگر میں کون ہوں؟ اسی سے وہ احمق مشہور ہو گیا۔ اور بھی کئی قصے ہیں لیکن قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے صرف اسی ایک واقعہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید (۱۳۰۴ھ):

اس جلد ۲۷ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک رسالہ "مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید" پایا جاتا ہے۔ درج ذیل جدول میں اس کے دو مختلف نسخوں کے باہمی موازنے کے نتیجے میں سامنے آنے والے مختلف الانواع فروق، اخطاء اور اغلاط کی فہرست بھی قارئین، محققین اور ناشرین کے استفادے کے لیے دی جا رہی ہے۔ تا کہ اصح متن سامنے لانے کے لیے سب اپنا اپنا حصہ ڈال سکیں۔

ان دو نسخوں میں سے دائیں جانب دی گئی عبارات اور کلمات فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۷ (از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۹۴) کی ہیں۔ جبکہ بائیں طرف دیئے کلمات اور عبارات اس نسخے کے ہیں جسے جناب محمد سعید نوری صاحب نے رضا اکیڈمی بمبئی کی طرف سے سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۶ کے تحت رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ میں (مشتمل بر ۶۴ صفحات) شائع کیا تھا۔ تصحیح کے کام کو آسان بنانے کی خاطر پہلے اور آخری کالم میں ان کے صفحے اور سطر نمبر بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔

ان اختلافات کے سلسلے میں میری فہم کے مطابق بعض جگہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷ کی عبارات درست ہیں لیکن بعض جگہ رضا اکیڈمی کے طبع شدہ نسخے کی عبارات درست ہیں۔ مگر میں ان چھوٹے بڑے سب اختلافات کو ختم کرنے کا آخری اور حتمی فیصلہ رضویات کے شعبہ سے متعلق اکابر محققین اور فاضل علماء کے حوالے کرتا ہوں۔

صفحہ و سطر	نسخہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن	نسخہ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی	صفحہ و سطر
۱۰۷/۶	المعقول	العقول	۱۰/۱۵
۱۰۷/۶	اھ ملتقطا	اھ ملفقا	۱۰/۱۵
۱۰۸/۷	مسبوق بالعدم	مسبوق بمادةٍ	۱۱/۵

۱۴/۱۱۲	تعالیٰ علیہ وسلم	تعالیٰ وسلم	۱۷/۱۳
۸/۱۱۴	او کیفما ما شاء	او کیفما شاء	۴/۱۵
۱۲/۱۱۴	مردے کو زندے سے اور کون تدبیر	مردے کو زندے سے۔ مومن سے کافر، انسان سے نطفہ، پرندے سے انڈا اور کون تدبیر	۷/۱۵
۱۳/۱۱۶	ہمارے رب تعالیٰ	ہمارے رب تبارک وتعالیٰ	۱/۱۷
۱۲/۱۱۷	بعض وہ جن کے لئے	بعض وہ ہیں جن کے لئے	۱۵/۱۷
۱۰/۱۱۹	اَمیرُ الخَیر	امیر الخمیر	۱/۱۹
۷/۱۲۴	انی اخلق لکم من الطین	انا اخلق من الطین	۲۰/۲۱
۲۲/۱۲۵	بہ بالکفر	بہ من الکفر	۱۲/۲۲
۶/۱۲۷	رہا سہا بھرم	رہا سہا سب بھرم	۷/۲۳
۹/۱۲۸	قتل کردو	قتل کرو	۲۳/۲۳
۱۷/۱۳۱	الاّ واحد	الاّ الواحد	۴/۲۶
۴/۱۳۲	نقطع بکفر	یقع بکفر	۶/۲۶
۱۳/۱۳۴	من خرج ببدعتہ	من خرج ببدعۃ	۵/۲۷
۴/۱۳۶	کانوا مصبئین	کانوا مصیبین	۲۱/۲۷
۳/۱۴۰	سبحٰن اللہ وتعالیٰ	سبحٰنہ وتعالیٰ	۲۳/۳۰
۶/۱۴۲	ونحن قد بینا	وانا قد بینا	۲/۳۲
۱/۱۴۳	او جھل او عبث	او جھل او عیبٍ	۱۲/۳۲
۱۷/۱۴۷	وانہ اھلک عادا الاولیٰ	و اھلک عاد الاولیٰ	۴/۳۶
۳/۱۴۹	رُؤیَتِ الٰہی نہ ہوئے	رُؤیَتِ الٰہی نہ ہوئے گی	۳/۳۷
۱۳/۱۴۹	فمضمن مقالاتھم	فمضمن مقالھم	۱۱/۳۷
۱۹/۱۵۳	دائرہ زمان سے باہر قدم	دائرہ زمان سے قدم باہر	۲۱/۳۹
۹/۱۵۶	ولا تفکروا فی اللہ	ولا تفکروا فی کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ	۱۱/۴۱
۱۲_۱۰/۱۵۶	واخرج ابو الشیخ فی العظمۃ عن ابن عباس تفکروا فی کل شیء، ولا تفکروا فی ذات اللہ،	پوری عبارت غائب	۱۲/۴۱

۱۳/۱۵۷	نکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل	یکفر من لم یکفّرمن دان بغیر ملة الاسلام،	۲/۴۲
۱۵/۱۵۷	وان اظہر مع ذلک الاسلام واعتقدہ ابطال	وان اظہر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال	۳/۴۲
۱/۱۶۱	ما عظّم اللہ	ما عظّم اللہ تعالیٰ	۵/۴۴
۱۵/۱۶۱	حاجت ہو	حاجت ہوئی	۱۴/۴۴
۲۰/۱۶۴	انہ کان یعلم الصحابة ہذہ الشقاشق	انہ کان یعلم الشقاشق	۱۵/۴۶
۱۶/۱۶۵	اس کے اطلاق پر ایہام نقص	اس کے اطلاق میں ایہام نقص	۱/۴۷
۱۸/۱۶۹	عبدللرشید	عبدالرشید	۴/۴۹
۲۰/۱۶۹	و قمع ظلمہم	وقطع ظلمہم	۵/۴۹
۱۷/۱۷۰	اپنے نفس کے لئے ناجائز ہے	اپنے نفس کے لئے ناجائز	۱۵/۴۹
۱۱/۱۷۸	والذی نحرر أنہ	انّ الذی تحرر أنہ	۴/۵۴
۱۶/۱۷۸	لا یفنیٰ بالتکفیر	لا یُفتٰی بالتکفیر	۶/۵۴
۲۱/۱۸۱_۲۲	فقیل: ما لم یعقد	فقیل: لا ما لم یعقد	۱۷/۵۵
۱۷/۱۸۳	نکل بھی سکی تو یہ بالجزم بین	نکل بھی سکی تو، یہ تو بالجزم بین	۱۸/۵۶
۴/۱۸۷	علم فلسفی میں بتّا لگے	علم فلسفی میں بتّا لگے گا	۱۵/۵۹
۲۴/۱۸۸	اپنے حالات پر غور کرو	اپنے حالات غور کرو	۳/۶۱
۹/۱۹۱	اگر دوبارہ کیا تو سیاہی	اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی	۴/۶۳
۱۰/۱۹۲	وما سوٰی فو سواس	وَمَا سِوٰی ذَاکَ وَسْوَاسُ	۲۵/۶۳

نوٹ: قارئین اور علماء کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ فقیر فتاوی رضویہ پر کام کسی اور پہلو سے کر رہا ہے۔ اغلاط اور اختلافات کو محققین کی خدمت میں پیش کرنے کا کام ثانوی طور پر ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں ان مقالات میں ہر قسم کی غلطی کو سامنے لا رہا ہوں۔ ہر جلد کی سیکڑوں قابل اصلاح عبارات میں سے یہ **صرف چند** ہیں۔

ھذا ما استطعت واللہ اعلم بالصواب

مؤرخہ: ۱۳/ اگست ۲۰۰۶ء بروز اتوار

تحریک فتنہ انکارحدیث کے سدباب میں

حامی سنت الشیخ احمد رضا خاں محدّث حنفی کا کردار

پروفیسر دلاور خان*

Abstract

اسلام کے خلاف مصروفِ عمل تحریکات کے پیشِ نظر یہ نکتہ بالکل واضح ہے کہ جب تک قرآن اور صاحبِ قرآن سے عالم اسلام کا رشتہ منقطع نہیں کردیا جاتا اُس وقت تک اسلام کے عالمگیر غلبہ کو کسی طرح محدود نہیں کیا جاسکتا۔ اس تعصب کی بناء پر انہوں نے بالواسطہ اور بلاواسطہ ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ کو اپنا پہلا ہدف قرار دیا۔ اُن میں سے ایک تحریک فتنۂ انکارِ حدیث ہے۔ جن کے سدِ باب کے لیے مفکرِ اسلام الشیخ احمد رضا محدث حنفی علیہ الرحمۃ نے عالمگیر تحریک حُبِ رسول ﷺ شروع کرکے مسلم اُمہ کی روح میں سوزِ عشق رسول ﷺ کی تپش کو تیز سے تیز تر کردیا۔ جس سے اسلام دشمن قوتوں کی راہیں مسدود ہوگئیں۔ آپ نے فتنۂ انکارِ حدیث کے سدِ باب کا قرآن وحدیث کی روشنی میں منطقی ومعروضی انداز میں تجزیہ کرکے اہلِ علم کی رہنمائی اور غلط فہمی کے ازالہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ زیرِ مطالعہ مقالہ سے جہاں الشیخ احمد رضا محدث حنفی کی حفاظتِ حدیث سے متعلق خدمات وتحقیقات کی وضاحت ہوتی ہے وہیں یہ مقالہ کالجز اور جامعات کے طلبہ وطالبات کے اسلامیات کے نصاب کیلئے بھی مفید ثابت ہوگا۔

تعارف : Introduction

محبت واطاعت رسول ﷺ وہ تریاق ہے جس سے جاں بلب مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ اسی فرمابرداری کے طفیل ان اقوام کو تاج سلطانی عطا ہوا قعرِ مذلت جن کا مقدر بن چکا تھا، اسی نبی محتشم ﷺ کے صدقے ان اقوام کو حیاتِ نو اور ذوقِ عمل مرحمت کیا گیا جو اپنی سست گامی سے زندگی کی دوڑ میں شکست کھا چکی تھیں۔ حقیقی کامیابی کا راز قرآن نے نوع انسان کو یہی باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔ گویا اللہ کے سرمدی انعامات کے مستحق صرف وہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے فرمانِ مصطفیٰ (حدیث) کو دل وجان سے حق تسلیم کیا۔

اسی طرح ان بدنصیبوں کو وعید سنائی گئی جو محبوب خدا ﷺ کا اتباع واطاعت نہیں کرتے ان کے نقشِ پا کو اپنا خضرِ راہ تسلیم نہیں کرتے اور محبت الٰہی کا دعویٰ کرتے ہوئے شور مچاتے پھرتے ہیں کہ اے ہمارے خالق ومالک! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار ہیں اور سینے تیرے عشق سے معمور ہیں وہ جھوٹے، اپنے پروردگار کے باغی، اس کے انعامات سے محروم اور اس کے غیض وغضب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

منکرینِ حدیث جو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کے منکر ہیں اپنی کج فہمی ونادانی کے مطابق اسلامی تعلیمات کو نت نئی شکلوں میں پیش کرکے اپنے احمقانہ شوقِ تجدد پسندی کا سامان فراہم کرتے ہیں تو یقیناً ان کی یہ روش اتباعِ ہوس وغلام نفس تو ہوسکتی ہے لیکن ان کی اس حالت یعنی اطاعتِ رسول ﷺ سے روگردانی کو کسی تاویل کی قوت سے بھی اطاعتِ الٰہی کا مصداق نہیں کہا جاسکتا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆ "گناہوں کی آمرزش چاہتے ہوتو میرے رسول کی اطاعت کرو۔
☆ میری محبت کے دعویدار ہوتو میرے رسول کی اطاعت کرو۔
☆ جنت کے طلب گار ہوتو میرے رسول کی اطاعت کرو۔

☆ میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی اطاعت کرو۔

☆ میرے دامنِ رحمت میں پناہ لینا چاہتے ہو تو میرے رسول کی اطاعت کرو۔

☆ اور جس وقت تمھیں کسی خطۂ زمین میں غلبہ و تمکین عطا فرماؤں اور مجالس دستور ساز میں وضع آئین و قوانین کے لئے اکٹھے ہو تو میرے رسول کی اطاعت کرو"۔(۱)

بقول ترجمان حقیقت علامہ اقبال ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

"یعنی مصطفیٰ ﷺ اصلِ دین ہیں۔ قرآن و سنت تو صرف ایسے وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے ذریعے مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت (جسے اللہ جل مجدہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے) تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ اگر ایک شخص مصطفیٰ ﷺ تک رسائی کو ضروری نہیں سمجھتا، بلکہ صرف قرآن تک رسائی کو ضروری سمجھتا ہے یا قرآن کو پالینے کے بعد مصطفیٰ ﷺ تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت کا عقیدہ نہیں رکھتا، تو دین کو نہیں پا سکتا بلکہ اس نے قرآن کو بھی نہیں پایا۔ دین صرف اسی شخص کے پاس ہے جو مصطفیٰ ﷺ کو اصل دین سمجھ کر قرآن پاک کو اپنے لئے واجب الاطاعت قرار دیتا ہے۔ نیز وہ قرآن کی تشریح و تعبیر میں بھی آپ کی طرف رجوع کرتا ہے، قرآن پاک کی تطبیق و تنفیذ میں آپ کے اُسوہ کو حجت مانتا ہے، آپ سے جو کچھ بھی ملے اسے قرآن پاک میں پائے یا نا پائے دین سمجھتا ہے اور اس سب کو اپنانے اور نافذ و غالب کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے تو ایسا ہی شخص مومن ہے اور اسی کا ایمان معتبر ہے"(۲) دلائل السنن والآثار.

طریقہ کار : Procedure

فتنۂ انکارِ حدیث کا پس منظر، مقاصد اور طریقۂ کار سے متعلق معلومات کی جمع آوری کے بعد مذکورہ موضوع کے ذیلی عنوانات بنائے گئے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فتنۂ انکارِ حدیث کے سدباب میں الشیخ احمد رضا حنفی نے معروضی و تجزیاتی انداز میں جو تحقیقات پیش کیں ہیں ان کی روشنی میں نتائج حاصل کیئے گئے ہیں اور آخر میں خلاصۂ تحقیق، نتائج، اطلاق اور ماخذ و مراجع درج کر دیئے گئے ہیں۔

تحدید: Delimitation

مقالے کی طوالت سے بچنے کے لیے الشیخ احمد رضا خاں محدث حنفی نے حجیتِ حدیث، علومِ حدیث، تاریخ حدیث اور اصطلاحات حدیث سے متعلق جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں وہ اس مقالے کی حدود میں شامل نہیں۔ آپ کی صرف ان تحقیقی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جو آپ نے فتنۂ انکارِ حدیث کے ضمن میں سرانجام دی ہیں۔

اعتذار: Limitation

تحقیق کار کو تحریک فتنۂ انکار حدیث کے سدباب میں الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے جو خدمات انجام دی ہیں ان سے متعلق معلومات صرف فتاوی رضویہ جلد ۲۲ اور جامع الاحادیث جلد ۹ سے ماخوذ ہیں جب کہ علم حدیث سے متعلق آپ کی دیگر کتب تک رسائی نہ ہو سکی اس مجبوری کی بناء پر انہیں احاطۂ تحقیق میں شامل نہیں کیا جا سکا۔

مقاصد تحقیق: Objectives of Research

اس مقالے کا محور و مرکز درج ذیل مقاصد ہیں۔

۱۔ اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو حلال و حرام کا جو اختیار دیا ہے اس سے آگاہی حاصل کرنا۔

۳۔ عقیدۂ توحید کی آڑ میں تنقیصِ رسالت کی حقیقت سے عوام الناس کو آگاہ کرنا۔

۴۔ منکرین حدیث کی کج فہمی کا مطالعہ کرنا۔

۵۔ منکرین حدیث کے مقاصد اور طریقۂ کار سے عوام الناس کو آگاہ کرنا۔

۶۔ قرآن کو حدیث کے مقابل کھڑا کرنے کی سازش کو آشکارہ کرنا۔

۷۔ الشیخ احمد رضا محدث حنفی کی عالم گیر تحریک حبِّ رسول ﷺ کے اثرات سے اہل علم کو آگاہ کرنا۔

۸۔ الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے فتنۂ انکار حدیث کے سدباب میں جو تحقیقی خدمات سرانجام دیں ہیں اہل علم کے لئے انہیں اجاگر کرنا۔

مسئلہ کا بیان : Statement of the problem

تحریک فتنہء انکار حدیث کے سدِباب میں حامی سنت الشیخ احمد رضا خان محدث حنفی کا کردار

مفکرِ اسلام الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے جب آنکھ کھولی تو مسلم ہند پر برطانوی سامراج اپنی بھرپور توانائی کے ساتھ مغلیہ سلطنت پر قابض ہو چکا تھا۔ کفر والحاد کی منہ زور آندھیاں زور و شور سے چل رہی تھیں اسلام کی وحدت سے متعلق ذہنوں میں ابہام اور تشکیک کے کانٹے بوئے جا رہے تھے۔ مسلمانانِ ہند کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بُن کر نت نئے مذہبی فتنوں کو ہوا دی جا رہی تھی۔ کفر والحاد کو اس سرزمین پر مسلط کرنے اور اسلام کو اس خطے سے دربدر کرنے کے لئے برطانوی حکومت کی سرپرستی میں مشنری ادارے برصغیر کے طول و عرض میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز سے تیز کیے جا رہے تھے تو دوسری طرف اتحادِ بین المسلمین کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریز نواز بعض مٹھی بھر مسلم تنظیموں اور شخصیات نے مسلمانوں میں مذہبی انتشار و افتراق پھیلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انگریزوں کی سازش کی تکمیل کے صلے میں وظیفہ خوری کے علاوہ انعامات بھی شب و روز وصول کر رہے تھے۔

پیغمبر اسلام نبی محترم ﷺ کے بارے میں غلط فہمیوں، فکری مغالطوں اور معاندانہ سلسلے کا آغاز کیا جا چکا تھا۔ اسلام دشمن طاقتیں اس حقیقت سے بلاتردد آگاہ تھیں کہ اسلام کو کمزور اور حریت پسند مسلم قوم کو اس وقت تک غلام نہیں بنایا جا سکتا جب تک مسلمانوں کے قلوب میں فروزاں شمعِ مصطفوی کی لو کو گل نہ کیا جائے۔ ان کی اسلام دشمن سازش کو علامہ اقبال نے اس طرح آشکارہ کیا۔

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ان کے جسم سے روحِ محمد ﷺ نکالنے کے لئے کئی منصوبے تیار کیے گئے جس کے ذریعے انہوں نے براہ راست حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ، عائلی زندگی غزوات وغیرہ کو اپنے ہدف کا نشانہ بنایا۔ عقیدۂ توحید سے سرشار عاشقانِ رسول ﷺ نے ان کے ناپاک عزائم کو اپنی قوتِ ایمانی سے ناکام بنا کر عظمتِ رسول ﷺ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس ناکامی کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے قلوب سے روحِ محمد ﷺ نکالنے کے لئے اس سے بڑھ کر ایک اور خطرناک سازشی منصوبہ تیار کیا جس کے لئے انہوں نے چند مسلم شخصیات کو خریدا اور اپنی وظیفہ خوار تنظیمیں قائم کیں تاکہ اللہ کے آخری دین اسلام کے شجر کی بیخ کنی کے لئے یہ افراد اور تنظیمیں اسلام دشمن طاقت کے آلہ کار بن کر اسلام کے انقلابی اور مرکزی عقیدہ توحید کی آڑ میں عشق رسول ﷺ کی شمع کو بجھانے کی شدت کے ساتھ تحریک شروع کریں جس میں عقیدہ توحید کی تفہیم کم اور تنقیص رسالت زیادہ سے زیادہ تھی۔

اسی طرح کتابِ انقلاب، قرآن مجید کی آڑ میں اطاعتِ رسول ﷺ اور فرمانِ رسول ﷺ کے انکار کے لئے زور و شور سے مناظروں کو ہوا دے کر اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں فتنہء منکرینِ شفاعتِ رسول ﷺ، فتنہء منکرینِ عظمتِ رسول ﷺ، فتنہء منکرینِ معصومیتِ رسول ﷺ، فتنہء منکرینِ اطاعتِ رسول ﷺ، فتنہء منکرینِ اختیاراتِ رسول ﷺ، فتنہء منکرینِ نورِ مصطفیٰ ﷺ، فتنہء انکارِ علمِ مصطفیٰ ﷺ، فتنہء انکارِ مطلق بشریتِ رسول ﷺ، فتنہء انکارِ معجزاتِ رسول ﷺ، فتنہء انکارِ زیارتِ روضہ رسول ﷺ، فتنہء وضعِ حدیث، فتنہء انکارِ ختمِ نبوت اور فتنہء انکارِ حدیث وغیرہ ان تمام تحریکات اور فتنوں نے شعوری یا لاشعوری طور پر عقیدۂ توحید کو عظمتِ رسول اور قرآن کو فرمانِ رسول ﷺ کے مقابل کھڑا کر دیا اور اس طرح اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا اور قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے انحراف کر کے عذابِ الیم کا اپنے آپ کو مستحق بنا لیا اور طاغوتی طاقتوں کے قعرِ مذلت میں ڈوب کر اپنے وجود سے ہاتھ دھو رہے ہیں جبکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

شیخ الاسلام احمد رضا محدث حنفی عقیدۂ توحید کو عظمت رسول اور قرآن مجید کو فرمان رسول (احادیث مبارکہ) کے مدِ مقابل کھڑا کرنے کی ان فتنہ انگیز تحریکات کو دیکھ رہے تھے اور اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر شمع رسول ﷺ کی حدت کم ہوگئی تو عالم اسلام راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو کر اپنی اصلی حالت کھو بیٹھے گا اور اس کی علمی، فکری، سیاسی و معاشی اور تہذیبی و ثقافتی اکائی جو عشق رسول ﷺ کی ارتقائی منازل بڑی تیزی سے طے کر رہی ہے مذکورہ سازش کے نتیجے میں بکھر جائے گی۔

مفکر اسلام الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے عقیدۂ توحید کی قوت اور قرآنی تلوار سے سینہ سپر ہو کر تحفظِ مقامِ مصطفیٰ و عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع، حفاظتِ حدیث و اختیاراتِ مصطفیٰ کی پاسبانی، عقیدۂ شفاعتِ رسول ﷺ اور زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کی نگہبانی کا فریضہ سربکف ہو کر جان کی بازی لگا کر کیا۔ چنانچہ عظمتِ رسول ﷺ پر جان نثاری کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

اسلام دشمن قوتوں کا کثیر الجہات ہدف آج بھی ذاتِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ہفت روزہ اکانومسٹ، لندن نے صحیح الفاظ میں اعتراف کیا کہ:

''آج رسالتِ محمدی ﷺ پر یقین و ایمان ہی مغربی تہذیب کے لیے واحد حریف اور سب سے بڑا خطرہ ہے اور یہی ایمان مسلمانوں کے لیے بے پناہ قوت کا سرچشمہ ہے''

فتنۂ منکرینِ شفاعت رسول ﷺ، فتنۂ منکرینِ عظمتِ رسول ﷺ، فتنۂ منکرین معصومیتِ رسول ﷺ، فتنۂ منکرینِ اطاعتِ رسول ﷺ، فتنۂ منکرین اختیاراتِ رسول ﷺ، فتنۂ منکرینِ نورِ مصطفیٰ ﷺ، فتنۂ انکارِ علمِ مصطفیٰ ﷺ، فتنۂ انکارِ حدیث، فتنۂ انکارِ مطلق بشریتِ رسول ﷺ، فتنۂ انکارِ معجزاتِ رسول ﷺ، فتنۂ انکارِ زیارتِ روضۂ رسول ﷺ، فتنۂ وضعِ حدیث، اور فتنۂ انکارِ ختم نبوت، ان تمام فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ، فتنۂ انکارِ حدیث ہے جس کی کوکھ سے نہ صرف مذکورہ بالا فتنے جنم لیتے ہیں بلکہ فتنۂ انکارِ آیاتِ قرآنی بھی جنم لیتا ہے اس فتنہ کی جس شدت کے ساتھ اسلام پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے تھے اسے محسوس کرتے ہوئے اسی شدت اور استقامت کے ساتھ عقیدۂ توحید کے زیرِ سایہ، شیخ الاسلام احمد رضا محدث حنفی نے تحریک فتنۂ انکارِ حدیث کے سدِ باب میں درج ذیل تاریخی خدمات کا فریضہ انجام دیا ملاحظہ ہو:

تحریک فتنۂ انکارِ حدیث کا تنقیدی جائزہ:

Critical anlaysis of Anti Hadith Movement:

اعتراض (۱) خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ **کلامی لاینسخ کلام الله**۔ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا۔

تحقیق رضا:

اس حدیث سے متعلق شیخ الاسلام احمد رضا خاں محدث حنفی اپنی تحقیقات یوں رقم فرماتے ہے۔

(الف) ''یہ حدیث **ابن عدی و دار قطنی نے بطریق محمد بن دأود القنطری عن جبرون بن و اقد الافریقی** روایت کی ابن عدی نے کامل اور ابن الجوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے۔

(ب) ذہبی نے میزان میں کہا جبرون متہم ہے۔ اس نے قلت حیاء سے یہ حدیث روایت کی، (ترجمہ) قنطری میں کہا یہ حدیث باطل ہے، (ترجمہ) افریقی میں کہا یہ حدیث موضوع ہے۔''

(ج) ''امام حجر نے لسان المیز ان میں دونوں جگہ ان کے یہ کلام مقرر رکھے۔ بعد وضوح امر ایک منکر، باطل، موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر افتراء کی جرأت ہے''۔

امام المحدثین احمد رضا خان حنفی فرماتے ہیں کہ ''مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے **کما ھو مصرح فی کتب اصولھم قاطبتہ** (جیسا کہ اصول کی عام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے) احکام میں حضور ﷺ کا کلام اللہ عزوجل کا ہی کلام ہے، تو

کلام خدا سے کلام خدا ہی منسوخ ہوا''۔ (۳)

پاسبانِ حرمتِ حدیث، الشیخ احمد رضا محدث حنفی کے اس موقف کی تائید میں جماعت اسلامی کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالمالک، فکر رضا سے خوشہ چینی کرتے اور کلکِ رضا کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے دلائل تفصیل سے یوں رقم طراز ہیں۔

''قرآن پاک کے کسی بھی حکم کو حدیث کے ذریعے تبدیل یا منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک کے حکم کی تبدیلی کے لئے ضروری نہیں کہ خود قرآن پاک کے ذریعے تبدیل کیا جائے اس لئے اللہ اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ قرآن پاک کے کسی حکم کو تبدیل یا منسوخ کرنے کے لئے اپنے نبی اور رسول کو قرآن پاک کی شکل میں وحی کریں، وہ حدیث کی شکل میں بھی اپنے نبی کو وحی کر سکتے ہیں اور اس کے ذریعے بھی حکم قرآنی کو منسوخ کر سکتے ہیں اور اس پر اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بات کا بھی اختیار رکھتے ہیں کہ اپنے کسی حکم کو پہلے حدیث کے ذریعے جاری فرمائیں، اس کے بعد اسی حکم کو قرآن پاک میں نازل فرمادیں''۔

مثال کے طور پر قرآن پاک کی درج ذیل آیت:

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرن الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین (البقرہ ۲:۱۸۰)

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو، تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف طریقے سے وصیت کرے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔

اور سورہ نساء کی آیت یوصیکم اللہ (۴:۱۱) میں ورثا کے لئے حصص وراثت مقرر کر دیے گئے ہیں۔

''ان آیات کی رو سے ماں باپ اور دوسرے ورثا کے لئے وراثت کے حصص کی صورتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ تب آیت وصیت پر کیسے عمل ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ماں باپ اور دوسرے ورثا جو وراثت کے حق دار ہیں، ان کے لئے وصیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے اور اس حکم کو حدیث مبارک اَلاَ لاَ وصیۃ لوارث (مشکوٰۃ، کتاب الوصایا، سنو! وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے) سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اب وصیت کا حکم صرف ماں باپ اور ان کے قرابت داروں کے لئے باقی ہے جو غیر مسلم ہونے کے سبب وراثت کے حق دار نہ ہوں، ان کے لئے وصیت کی جا سکتی ہے۔ اور فوت ہونے والا اپنے غیر وارث قرابت داروں کے لئے ۱/۳ کی حد تک وصیت کر سکتا ہے۔ باقی ۲/۳ حصہ ورثا میں بقدر حصصِ وراثت تقسیم ہوگا۔ ورثا کے حق میں وصیت کا یہ قطعی اور واضح حکم قرآنی، حدیث مذکور سے منسوخ یا تبدیل ہو گیا''۔ (۴)

''اسی طرح شروع میں زنا کی مرتکب شادی شدہ خاتون کے لئے گھر میں عمر قید کا حکم تھا، یہ حکم آج بھی قرآن پاک میں موجود ہے، لیکن منسوخ ہے۔ بعد میں شادی شدہ مرد اور عورت کے لئے رجم کی سزا حدیث کے ذریعے نازل ہوئی اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لئے ۱۰۰ کوڑوں کی سزا قرآن پاک میں نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کی مرتکب ہو جائیں، ان پر چار مردوں کی گواہی کا مطالبہ کرو، اگر چار مرد گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں قید کر دو یہاں تک کے موت انھیں اٹھا لے یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے۔ اور وہ مرد اور عورت جو (غیر شادی شدہ ہوں) اس جرم کا ارتکاب کریں ان کو جسمانی ایذا دو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں تو انھیں چھوڑ دو، کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ (النساء ۴: ۱۵۔۱۶)

''غیر شادی شدہ جوڑے کے لئے آیت بالا میں مذکور جسمانی ایذا کے حکم کی ۱۰۰ کوڑوں کی شکل میں تعیین سورہ نور میں کر دی گئی اور شادی شدہ خاتون کے لئے عمر قید کی سزا، حدیث کے ذریعے منسوخ ہو گئی۔ اس کی جگہ رجم کی سزا نازل ہو گئی۔ نسخ کی طرف قرآن پاک کے الفاظ: او یجعل اللہ لھن سبیلا: (النساء ۴: ۱۵۔ یا اللہ ان کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے) میں اشارہ ہے۔ عبادہ بن صامت کی روایت ہے: نبی ﷺ سو رہے تھے، آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، اور فرما رہے

تھے مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سبیل پیدا فرمادی''۔

''غیر شادی شدہ مرد اور عورت زنا میں ملوث ہوں تو ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی (ان کی سزا) ہے اور شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ۱۰۰ کوڑے اور پتھروں سے سنگسار کرنا (ان کی سزا) ہے''۔ (مسلم، ج۲، باب حد الزنا، ص ۶۵)

''بعد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا ختم کردی گئی۔ نبی ﷺ نے جن جوڑوں کو رجم کی سزا دی، انھیں کوڑے نہیں لگائے۔ اسی طرح غیر شادی شدہ خاتون کو صرف کوڑوں کی سزا دی گئی اور غیر شادی شدہ مرد کے لئے کوڑوں کے ساتھ جلاوطنی کی سزا مقرر ہوگئی۔[5] قرآن پاک کے جن مذکورہ احکام کو حدیث کے ذریعے منسوخ کیا گیا وہ بالکل واضح ہیں اور ان کا مفہوم آسان ہے، لیکن حدیث رسول ﷺ کے ذریعے انہیں تبدیل یا منسوخ کیا گیا اور نبی ﷺ کے زمانے سے ان احکام پر اس طرح عمل ہو رہا ہے جس طرح مذکورہ احادیث سے ثابت ہے''۔(۶)

اعتراض (۲) جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔

تحقیقِ رضا:

الشیخ احمد رضا محدث حنفی قرآن کی روشنی میں اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔ یہ شدید بدمذہبی ہے۔ جس کی خبر عالم ماکان ومایکون ﷺ نے پہلے ہی دی ہے۔

الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لایحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع: الحدیث۔ ترجمہ سنتے ہو مجھے قرآن عطا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ سُن لو پالتو گدھا تمھارے لئے حلال نہیں، نہ کوئی کیلے والا درندہ۔(۷)

امام المحدثین الشیخ احمد رضا حنفی مذکورہ حدیث کی روشنی میں فتنہء انکار حدیث کے شریعت پر بھیانک نتائج سے امت مسلمہ میں آگاہی اور شعور بیدار کرتے ہیں اور حجیت حدیث کے سچے محافظ کا کردار ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں اسی طرح مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں آپ فتنہء انکارِ حدیث کا سد باب یوں کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مثالیں ارشاد فرمائیں۔

اول (الف) پالتو گدھا اور کیلے والا درندہ، ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں۔

(ب) رسول اللہ ﷺ نے انہیں حرام فرمایا۔

(ج) جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔

نتیجہ بکر نے گدھا اور کتا حلال کرلیا۔

دوم: (الف) قرآن مجید میں لحم خنزیر (کی حرمت) کا ذکر ہے۔

(ب) گردے، کلیجی، اوجھڑی، کھال، تلی اور ہڈی (کی حرمت) کہاں ہے۔

(ج) بلکہ سری پائے بھی عرفاً لحم میں نہیں۔

نتیجہ (الف) تو بکر نے سؤر کے اجزا بھی حلال مانے۔

(ب) غرض صاف حکم قرآن میں دلیل کا حصر کرکے بکر نے سنت، اجماع اور قیاس تین اصول شرع کو رد کرکے چکڑالوی مذہب لیا۔(۸)

حامی سنت الشیخ احمد رضا محدث حنفی فرماتے ہیں کہ'' سید المرسلین ﷺ پر افترا اگرچہ بعینہ اللہ عزوجل پر افترا ہے مگر بکر تو صریح

خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرأتیں کیں''۔(۹) **الخ**

''تو حضور ﷺ کا جو کچھ حکم جو کچھ رائے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے۔ان الی ربک المنتھی (یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف ہی ہر کام کی انتہا ہے۔ت) سب قرآن عظیم میں ہے:ان ھو الا وحی یوحی (وہ تو صرف وحی ہے جوان پر کی گئی۔ت) مگر حضور اقدس ﷺ نے اپنے علم تام وشامل سے جانا کہ آخر زمانہ میں کچھ بددین، مکار، بدلگام، فاجر ایسے آنے والے ہیں کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی آنکھوں سے بظاہر قرآن عظیم میں نہ پائیں گے منکر ہو جائیں گے''۔

بل کذبو ابما لم یحیطوا بعلمه و لما یا تھم تاویله کذلک کذب الذین من قبلھم فا نظر کیف کان عاقبۃ الظالمین

بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کو بذریعہ علم وہ احاطہ نہ کر سکے حالانکہ ابھی ان کے پاس اس کی کوئی تاویل نہیں آئی تھی، یونہی ان سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا تھا پھر دیکھو ظالموں کا کیسا (عبرتناک) انجام ہوا۔(ت)

لہذا حضور ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا:

الا انی اوتیت القران و مثله معه الا یوشک رجل شعبان علی اریکته یقول علیکم بھذا القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه و ماو جد تم فیه من حرام فحراموه و ان ما حرم رسول الله کما حرم الله.رواه الائمة احمد والدارمی وابو داؤد الترمذی و ابن ماجة بالفاظ متقاربة و المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل ،خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو جو حرام پاؤ اسے حرام مانو، حلانکہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔(ائمہ کرام مثلاً امام احمد، دارمی، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے تقریباً ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔(ت) (۱۰)

اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ:

لا الفین احد کم متکئا علی اریکته یاتیه الامر مما امرت به اونھیت عنه فیقول لا ادری ما وجد نا فی کتاب الله اتبعناه.رواه احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه و بیھقی فی دلائل عن ابی رافع رضی الله تعالی عنه۔

خبردار! میں نہ پاؤں تم میں کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ میرے حکم سے کوئی حکم اس کے پاس آئے جس کا میں نے امر فرمایا یا اس سے نہی فرمائی ہو،تو کہنے لگے میں نہیں جانتا ہم تو جو کچھ قرآن میں پائیں گے اس کی پیروی کریں گے۔(امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کو حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا۔ت)

اور ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا: **أیحسب احدکم متکئا علی اریکته قدیظن ان الله لم یحرشیئا الاما فی ھذا القرآن الاوانی والله قدامرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھالمثل القرآن او اکثر.رواه ابو داؤد عن العرباض بن ساریته رضی الله تعالی عنه.**

کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہیں، سن لو خدا کی قسم میں نے حکم دیئے اور نصیحتیں فرمائیں اور بہت چیزوں سے منع فرمایا کہ وہ قرآن کی حرام فرمائی اشیاء کے برابر بلکہ بیشتر ہیں(امام ابو داؤد نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا۔ت)(۱۱)

مولانا حبیب الرحمٰن (ریسرچ فیلو، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد) حامی سنّت الشیخ محدث حنفی کے موقف کی تائید یوں کرتے ہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ، ترجمہ: ''وہ انہیں معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے انہیں روکتا ہے۔ اُن کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن پر سے وہ بوجھ اور بند اُتارتا ہے جو اُن پر چڑھے ہوتے تھے''۔

''صاف صاف بیان کردیا کے حلال اور حرام صرف وہ ہی نہیں جو قرآن میں ہوئے ہیں بلکہ جو کچھ نبی نے حلال اور حرام قرار دیا ہے اور جس کا نبی نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی قانون خداوندی ہے''۔ (۱۲)

مفکر اسلام احمد رضا محدث حنفی فرماتے ہیں کہ ''منکر (حدیث) کا داڑھی بڑھانے کے حکم کو کہنا قرآن میں کہیں نہیں اور اسی بنا پر احادیث صحیحہ سید المرسلین ﷺ کو یہ کہہ کر رد کردینا کہ داڑھی بڑھانا اخلاق میں ہوتا تو قرآن میں کیوں نہ آتا وہی پیٹ بھرے بےفکرے بےنصیبے بےبہرے کی بات ہے۔ جس کی پیشگوئی حضور عالم ماکان ومایکون فرما چکے ﷺ سچ فرمایا رب جل وعلا نے: **فلا وربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما** ۔تمھارے پروردگار کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم تسلیم نہ کرلیں، پھر تمھارے فیصلہ سے اپنے دلوں میں ذرا سی بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے دل وجان سے بغیر کسی کھٹک کے مان لیں۔ (ت) قرآن عظیم قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اے نبی! جب تک تیری باتیں دل سے نا مان لیں ہرگز مسلمان نہ ہوں گے طوطے کی طرح لاکھ کلمہ رٹے جائیں کیا ہوتا ہے''۔ (۱۳)

الشیخ احمد رضا محدث حنفی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگاتے ہوئے فتنۂ انکارِ حدیث کے بھیانک نتائج سے یوں خبردار کرتے ہیں۔

''مسلمانو! یہ گمراہ قوم (منکرین حدیث) جن کی پیش گوئی حدیث مذکورہ میں گزری وہ۔

(الف) صرف حدیث ہی کے منکر نہیں ہیں۔

(ب) حقیقۃً قرآن عظیم کو عیب لگانے والے ہیں۔

(ج) دین متین کو ناقص و ناتمام بتانے والے ہیں۔ (۱۴)

شیخ الاسلام احمد رضا محدث حنفی اسلام کے خلاف منکرین حدیث کی مذکورہ بالا شازشوں کا تجزیہ یوں فرماتے ہیں۔

''(منکرین حدیث نے) حدیثیں تو یوں چھوڑ دیں کہ انبیا صرف درستی اخلاق کے لئے آئے تھے حدیثوں کی باتیں اخلاق سے ہوتیں ہیں تو قرآن میں کیوں نہ آتیں ورنہ قرآن اخلاقی احکام سے خالی اور دین ناقص ٹھہرتا ہے، جب مصطفیٰ ﷺ کی حدیثیں یوں بےکار گئیں (معاذ اللہ) پھر اور کسی بات کا کیا ذکر؟ **فبای حدیث بعدہ یومنون** (پھر وہ اس کے بعد (یعنی قرآن مجید کے بعد) اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ت)

(ب) اب گنتی کے وہ احکام رہ گئے جن کی صاف تصریح کتاب اللہ میں ہے ان کے سوا سب اخلاق سے خارج

(ج) تہذب واخلاق کے ہزاروں احکام جن میں کوئی ذی عقل نزع نہ کرسکے معاذ اللہ اسلام کے نزدیک مہمل ومعطل اور تمامی دین باطل ومختل''

شیخ الاسلام منکرین حدیث سے دنداں شکن یہ سوال کرتے ہیں۔

مردوں کا داڑھی مونچھ منڈوا کر بال بڑھا کر، چوٹی گندھوا کر، ہاتھ پاؤں میں مہندی رچا کر، زنانہ کپڑے گوٹہ پٹے مسالے کے پہن کر سر سے پاؤں تک جڑاؤ گہنوں سے بن ٹھن کر ہزاروں کے مجمے میں ناچنا بھاؤ بتانا۔

(الف) کس آیت میں حرام لکھا؟

(ب) اعضائے رجولیت کٹا کر زنخہ بنانا ناک پر انگلی رکھ کر تالیاں بجانا کس سورہ میں منع آیا ہے؟ **وعلی ھذا القیاس** ہزاروں افعال و **وسواس خنّاس**۔

(ج) اب منکر (حدیث) متکبر سے پوچھا جائے ان (مذکورہ بالا) افعال اوران کے امثال کو **معاذ اللہ** ملّت اسلام میں حلال ہتا کر دین کو عیاذاً باللہ سخت بیہودہ ونامہذب بنائے گا یا شرماشرمی حرام ٹھہرا کر نصوص قرآنیہ خالی پا کر معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص وناتمام بتائے گا؟'' (۱۵)

مفسرِ قرآن احمد رضا محدث حنفی فتنۂ انکارِ حدیث کو فروغ دینے والوں کی قرآن فہمی کا تجزیہ کرتے ہوئے اطاعتِ رسول ﷺ اور حجیتِ حدیث کی اہمیت کو اس طرح اجاگر کرتے ہیں ان (منکرینِ حدیث) بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کے داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد اس (قرآن مجید) میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیاتِ کریمہ میں موجود ہے اس میں دو طریق ہیں:

اوّل طریق عموم: یہ دو وجہ پر ہے:

وجہ اوّل: کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالی عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے۔

آیت ۱: قال اللہ عزّوجل:

ماآتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔

(جو کچھ رسول ﷺ تمھیں دیں اختیار کرو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو)

آیت ۲: قال تعالی: قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ ترجمہ: اے نبی! مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول ﷺ کی اور اپنے علماء کی۔

آیت ۳: قال عزّوجل: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

ترجمہ: جو رسول اللہ ﷺ کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

رب تبارک وتعالیٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتا تا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کہ کتاب اللہ اس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔[16] احمد و بخاری و مسلم وابوداؤد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند وصحاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا: لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ۔ ترجمہ اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی ہوئی چیز بگاڑنے والیوں پر۔

یہ سن کر ایک بی بی (ام یعقوب اسدیہ) خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

فرمایا: **مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ**۔ ترجمہ مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن مجید میں ہے۔

اُن بی بی (اُم یعقوب اسدیہ) نے کہا: میں نے قرآن اوّل سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا۔ فرمایا: ان کنت قراتیہ لقد وجدتیہ۔ اما قرأت ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ ترجمہ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں۔ کیا تم نے یہ آیت اس میں نہ پڑھی کہ جو رسول اللہ ﷺ تمھیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

انھوں نے عرض کی: ہاں (حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: **فانہ قد نھی عنہ** تو بیشک نبی ﷺ نے ان حرکات سے منع فرمایا۔''

مفکرِ اسلام اس سے روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں منکر حدیث دیکھے کہ اس کا خیال وہی ان بی بی (امّ یعقوب اسدیہ) کا خیال ہے اور ہمارا جواب بعینہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا جواب ہے یا نہیں۔ (۱۷)

مبلغ اسلام احمد رضا محدث حنفی فرماتے ہیں کہ'' آئمہ ومحققین تصریح فرماتے ہیں'' کہ احکامِ شریعت حضور سید عالم کہ سپرد ہیں جو چاہیں واجب کر دیں، جو چاہیں ناجائز فرمادیں جس کو چاہیں مستثنیٰ فرمادیں''۔[18] اسی طرح آپ امام قسطلانی کے حوالے سے رقم

طراز ہیں ''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے احکام سے جسے چاہتے ہیں مستثنیٰ فرماتے ہیں''۔ اسی طرح آپ میزان الشریعہ الکبریٰ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ''شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب عزّ وجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو چاہیں قائم فرمادیں مردوں پر ریشم پہننا حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طور پر فرمایا، گیاہ اذخر کا استثنیٰ اسی طور پر گزرا، نماز عشاء کے موخر نہ ہونے اور حج کی ہر سال فرضیت صادر نہ کرنے کی وجوہ بھی اسی قبیل سے متعلق ہیں''۔ (۱۹)

امام المحد ثین احمد رضا خان حنفی نے اس بین حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے بہتر (۷۲) احادیث بطور حوالہ پیش کیں (ملاحظہ ہو جامع احادیث جلد نمبر نہم حدیث ۴۳۹۹ سے ۴۴۷۳ تک) تقریباً ۴۸ صفحات مزین فرمائے اور دلائل سے ثابت کیا کہ حدیث بھی قرآن کی طرح واجب الاطاعت ہے منکرینِ حدیث صرف حدیث ہی کے منکر نہیں بلکہ از روئے قرآن فرمانِ الٰہی کے بھی منکر ہیں۔

شیخ الاسلام منکرین حدیث کی اسلام کے خلاف خفیہ سازش کو آشکارہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''ایسے (منکرین حدیث) حضرات کی تمام جدید تحقیقات شقیہ کا اندونی بخارو ہی پادریوں (مخالفین اسلام مستشرقین) کو خفیہ اعانت دینا اور دین متین کا مضحکہ اڑانا ہوتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون . (عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے''۔ ت)(۲۰)

شیخ الاسلام احمد رضا محدث حنفی منکرین حدیث کی ایک اور چالاکی اور مکاری کی جامہ تلاشی لیتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''منکر (حدیث) متکبر کا اثبات حرمت میں قرآن عظیم کے ساتھ حدیث متواتر و مشہور کا نام لے دینا محض عیاری و دنیا سازی یا عجب کورانہ تناقص بازی ہے ہم پوچھتے ہیں۔

(الف) جو کسی حدیث متواتر یا مشہور میں آئے قرآن عظیم میں بھی موجود ہے یا نہیں، اگر ہے تو حدیث کی کیا حاجت اور اس کی تردید سے کیا منفعت ہے؟

(ب) اگر نہیں ہے تو اب پوچھا جائے گا۔ وہ حکم داخلِ اخلاق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو قرآن عظیم احکام اخلاق سے خالی اور دین معرض نقص و بے کمالی''۔ (۲۱)

(ج) اور نہیں تو تمہارا مطلب حاصل کہ ایسے حکم کا شرعی ہونا باطل؟ الخ مفکر اسلام احمد رضا محدث حنفی منکرینِ حدیث کے خیال کے ابطال میں یوں رقم طراز ہیں۔

مسلمانو! دیکھتے جاؤ کے ان (منکرین حدیث) حضرات کے تمام خیالات کا بے حاصل، وہی ابطال شرع مطہر و اکمال بے قیدی اہل نیچر ہے وبس، و سیعلم الذین ای منقلب ینقلبون (وہ لوگ جو ظالم ہیں انھیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھانے والے ہیں'')۔ (۲۲)

مبلغ اسلام احمد رضا محدث حنفی فتنۂ انکار حدیث کو فروغ دینے والوں کی کج فہمی پر اس طرح کفِ افسوس ملتے ہوئے انکی اصلیت کا آئینہ یوں دکھاتے ہیں۔

''غرض ایک ہی کرشمے میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ماخذِ دوم حدیث) کے تمام اوامر ونواہی بے کار اور معطل ہو کر رہ گئے، سچ ہے انسانی آزادی اس کی منادی، قید ملّت کہاں کی علّت، مگر افسوس یہ آنکھوں کے اندھے عقل کے اوندھے سمجھے کہ آزاد ہوئے اور حقیقت دیکھو تو برباد ہوئے، اللہ واحد قہار کی بندگی سے سرنکالا اور ابلیس لعین کا پٹا گلے میں ڈالا، بندگی تو ہر حال رہی اللہ کی نہیں ابلیس کی''۔

ع ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

دیکھو تو سہی کہ تم نے کس سے تعلق توڑا اور کس سے جوڑا یعنی کس سے کٹ کر جدا ہو گئے اور کس سے وابستہ ہو کر مل گئے۔ ت)(۲۳)

خلاصہء تحقیق: Summary of Research

اگر ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے دامن سے وابستگی ضروری نہیں سمجھتا بلکہ صرف قرآن کو پا لینے کے بعد مصطفیٰ کریم ﷺ تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت کا عقیدہ نہیں رکھتا تو وہ دین کی حقیقت کو نہیں پاسکتا۔ اسلام تو صرف اسی شخص کے پاس ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے دین کی اصل سمجھ کر قرآن پاک کو واجب اطاعت قرار دیتا ہے اور قرآن پاک کی تشریح و تعبیر میں رسول اکرم ﷺ کی طرف رجوع کرتا ہے آپ سے جو کچھ ملے اسے قرآن پاک میں پائے یا نہ پائے دین سمجھتا ہے۔

بقول حامی سنت الشیخ احمد رضا محدث حنفی ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

قرآن پاک میں ہے **یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث**
(پیغمبر اسلام ﷺ ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان کے لیے ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں)

لایحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ترجمہ: کافر اسے حرام نہیں مانتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام فرما دیا۔

ان آیات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حلال و حرام صرف وہی نہیں جو قرآن میں مذکور ہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ نے جسے حلال و حرام قرار دیا وہ بھی قانون الٰہی ہے اور اسی طرح وہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حرام کیے ہوئے کو حرام نہ جانے تو اس کا یہ شیوہ از روئے قرآن کافرانہ ہے۔

منکرین حدیث جو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کے منکر ہیں اپنی نادانی اور احمقانہ شوقِ تجدّد کے بنا پر اسلامی تعلیمات کو نت نئے جامہ پہنا کر پیش کرتے ہیں ان کی یہ کوشش اتباعِ ہوس اور غلامی نفس تو ہو سکتی ہے قرآن کی روشنی میں ان کی اس روش کو کسی صورت میں بھی اطاعت الٰہی کا مصداق نہیں ٹھرایا جا سکتا۔

وہ صرف حدیث ہی کے منکر نہیں بلکہ حقیقتاً قرآن کو عیب لگانے والے، دینِ متین کو ناقص بتانے والے اور اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے والے ہیں۔ غرض انھوں نے صاف حکمِ قرآن میں دلیل کا حصر کر کے اسلامی فقہء کے مصادر سنت، اجماع اور قیاس سے منہ موڑ کر اسلام کی عالم گیر تعلیمات کو محدود کرنے کی سازش کی جبکہ امتِ مسلمہ ان تینوں مصادر فقہِ اسلامی پر مسلسل آج تک عمل پیرا ہے۔

شیخ الاسلام احمد رضا محدث حنفی عقیدۂ توحید اور قرآنِ مجید کو احادیثِ مبارکہ کے مدِ مقابل کھڑا کرنے کی ان فتنہ انگیز تحریکات کو دیکھ رہے تھے اور اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر شمعِ رسول ﷺ کی حدّت کم ہوگئی تو عالم اسلام راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو کر اپنی اصلی حالت کھو بیٹھے گا اور اس کی علمی، فکری، سیاسی و معاشی اور تہذیب و ثقافتی اکائی جو عشق رسول ﷺ کی ارتقائی منازل بڑی تیزی سے طے کر رہی ہے مذکورہ سازش کے نتیجے میں بکھر جائے گی۔

الغرض مفکرِ اسلام الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے عقیدۂ توحید کی قوت اور قرآنی تلوار سے سینہ سپر ہو کر تحریک فتنہء انکارِ حدیث کی سرکوبی کے لیے تاریخی خدمات انجام دیں۔

نتائج: Findings

مذکورہ تحقیق سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اطاعتِ رسول ﷺ اطاعت الٰہی ہے۔
(۲) اطاعت و تعظیم رسول ﷺ کے بغیر دعویٰ محبت الٰہی باطل ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو حلال اور حرام کا اختیار دیا ہے۔
(۴) کافر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حرام کیے ہوئے کو حرام نہیں مانتے۔
(۵) عقیدۂ توحید کی آڑ میں تنقیصِ رسالت اسلام کے خلاف گہری سازش ہے۔
(۶) قرآن کی آڑ میں حدیث کا انکار اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے۔
(۷) منکرین حدیث کا مقصد اسلام مخالف قوتوں کی خفیہ اعانت اور دین کا مضحکہ اُڑانا ہے۔
(۸) وہ صرف حدیث ہی کے منکر نہیں بلکہ احکامِ الٰہی کے بھی منکر ہیں۔
(۹) حقیقتاً وہ قرآنِ عظیم کو عیب لگانے والے اور دین کو ناقص بتانے والے ہیں۔
(۱۰) فتنۂ انکارِ حدیث کے عالم اسلام پر بھیانک اثرات مرتب ہو سکتے ہیں کیوں کے وہ حدیث، اجماع اور قیاس کے بھی منکر ہیں۔
(۱۱) الشیخ احمد رضا محدث حنفی نے عقیدہ توحید کی قوت اور قرآنی تلوار سے فتنۂ انکار کے بھیانک اثرات کی سرکوبی کا تاریخ ساز فریضہ سرانجام دیا۔

اطلاق: Application

(۱) اہل علم طبقہ میں حجیتِ حدیث اور فنِ حدیث کو متعارف کرایا جائے۔

(۲) منکرینِ حدیث کی کتب اور رسائل کا مطالعہ کر کے علماء کرام معروضی انداز میں ان کے دلائل کا جواب تحریر فرمائیں۔

(۳) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ادارے قائم کیے جائیں سیمینار اور مذاکرے منعقد کئے جائیں۔

(۴) منکر فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر شخصیات مصروفِ عمل ہیں ان میں رابطہ قائم کرنے کی کوشش کو تیز کیا جائے۔

(۵) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لئے باقاعدہ رسائل شائع کیے جائیں۔

(۶) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لئے فاصلاتی سرٹیفکیٹ کورس کا اجراء کیا جائے۔

(۷) فتنہء انکارِ حدیث کے تعقبات میں جن شخصیات نے نمایا کردار ادا کیا ہے۔ مثلاً مفکر اسلام الشیخ احمد رضا محدث حنفی، ان کی تحقیقات سے استفادہ کیا جائے۔

(۸) دینی مدارس میں فتنہء انکارِ حدیث کے تعقبات کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

(۱۰) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لئے الیکٹرونک میڈیا کو موثر طریقے سے استعمال کیا جائے۔

(۱۱) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لیے ویب سائٹ اور سوفٹ وئیر تیار کیے جائیں۔

(۱۲) جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے اس موضوع پر سیمینار اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔

(۱۳) فتنہء انکارِ حدیث کے لیے علمی اور تحقیقی سطح پر موثر و منظم انداز میں تحریک چلائی جائے۔

(۱۴) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لیے فنڈ کی فراہمی کے لیے اہل ثروت حضرات کو ترغیب دلائی جائے۔

(۱۵) فتنہء انکارِ حدیث کے سدِّ باب کے لئے علماء و مشائخ اور اساتذہ کو تشویق دلائی جائے۔

ماخذ و مراجع

(References)

(۱) کرم شاہ پیر الازہری، مقالات (منتخب)، ص ۳۷، مطبوعہ المصطفیٰ ویلفئر سوسائٹی کراچی۔

(۲) نجم الدین اصلاحی، مولانا، دلائل السنن والاثار، ص ۱۰، مطبوعہ ادارہ معارف اسلامی لاہور۔

(۳) احمد رضا خان، امام، فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۲ ص ۴۹۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(۴) عبد المالک، مولانا، ''مقام قرآن وحدیث'' ماہنامہ ترجمان القرآن ص ۵۱ مارچ ۲۰۰۲، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

(۵) نفس المرجع، ص ۵۲۔

(۶) نفس المرجع، ص ۵۳۔

(۷) احمد رضا، امام، فتاویٰ رضویہ۔ ج: ۲۲، ص ۵۰۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(۸) نفسِ المرجع، ص ۵۰۹۔

(۹) نفسِ المرجع، ص ۵۰۹۔

(۱۰) نفسِ المرجع، ص ۶۲۱۔

(۱۱) نفسِ المرجع، ص ۶۲۱۔

(۱۲) حبیب الرحمٰن، مولانا، اصولِ حدیث یونٹ ا، ص ۱۵، مطبوعہ دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد۔

(۱۳) احمد رضا، امام، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، ص ۶۲۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(۱۴) نفس المرجع۔ص ۶۲۲۔

(۱۵) نفس المرجع۔ص ۶۲۲۔

(۱۶) نفس المرجع۔ص ۶۲۸۔

(۱۷) نفس المرجع۔ص ۶۲۹۔

(۱۸) احمد رضا خاں وامام ومحدث بریلوی، جامع الاحادیث، ص ۱۸۹، مطبوعہ شبیر برادر لاہور۔

(۱۹) نفس المرجع۔ص ۱۹۷۔

(۲۰) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، ص ۶۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(۲۱) نفس المرجع، ص ۶۲۳۔

(۲۲) نفس المرجع۔ص ۶۲۳۔

(۲۳) نفس المرجع۔ص ۶۲۴۔

سائنسی نظریات پر اعلیٰ حضرت کی تحقیقات

رضوی سلیم شہزاد*

سرزمین پاک و ہند پر تقریباً پر ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ پھر انگریز تاجر بن کر آئے اور سازشوں کے ذریعہ حکمراں بن بیٹھے۔ وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر تھے کہ مسلمانوں کی ترقی وبقا کا راز ان کے ایمان اور اتحاد میں مضمر ہے، یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اسی بنیاد کو کمزور بنانے اور ختم کرنے میں صرف کردیں۔ دینی مدارس کو بے اثر بنانے کیلئے اسکول اور کالج کھولے گئے اور وہاں پر تعلیم پانے والے بچوں کے ذہنوں کو الحاد اور بے دینی کے زہر سے مسموم کیا گیا۔ اتحاد ملت کو ختم کرنے کے لئے نئے نئے پیدا ہونے والے خیالات کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ چنانچہ اسی دور میں اس قسم کے مباحث چھلے کہ:

☆ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آجائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق آئے گا۔ یا نہیں؟ (معاذ اللہ)۔

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو نبی ہونے کا دعویٰ ہی کردیا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اور دیگر محبوبان خدا کی شان میں توہین وتنقیص کی زبان درازی کی گئی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ گئی اور متحدہ پاک وہند میں اتنے فرقے پیدا ہوگئے کہ دوسرے کسی بھی اسلامی ملک میں اتنے فرقے نہیں ملیں گے۔

یہ وہ ماحول تھا جب سرزمین بریلی میں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور تقریباً چودہ سال کی عمر میں مرجہ علوم دینیہ حاصل کر کے اسلام کی خدمت وحفاظت کی مسند پر فائز ہوگئے۔ انھوں نے ایک ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کے خلاف لب کشائی کرنے والوں پر بھرپور تنقید کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ مجتہدین اور اولیاے کاملین کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا شدید محاسبہ کیا۔ قادیان میں انگریزوں کے کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی کا شدید رد کیا۔ اس دور میں پائی جانے والی بدعتوں کے خلاف جہاد کیا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشون کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ سلف صالحین کے طریقوں سے نیز مذہب حنفی کے دلائل قاہرہ سے صحیح اسلامی عقائد ونظریات کی حفاظت وحمایت کی۔ غرضیکہ انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر ہر محاذ پر قلمی جہاد کیا۔ اور تمام عمر جہاد کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۵۴ سے زائد علوم وفنون میں حیرت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی۔ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین، ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ لے کر حاضر ہوئے۔ جسے آپ نے اسی وقت حل کردیا۔ تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ: ''یہ ہستی صحیح معنوں میں نوبل پرائز کی مستحق ہے۔'' (۱)

تحقیقات علمیہ میں امام احمد رضا بریلوی کا بلند ترین مقام تو اہل علم کے نزدیک مسلم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ شعروادب میں قادر الکلام اساتذہ کی صف میں شامل تھے۔ جامعۃ الازہر، مصر کے ڈاکٹر محی الدین الوائی نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ علمی موشگافیاں کرنے والا محقق، نازک خیال ادیب وشاعر بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ انھوں نے اصناف سخن میں سے حمد باری تعالیٰ، نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور منقبت اولیا کو منتخب کیا اور قصیدۂ معراجیہ اور مقبولیت عامہ حاصل کرنے والے سلام ع

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھو سلام

جیسے ادب پارے پیش کیے ۔ دفلسفۂ جدیدہ (جدید سائنس) اور فلسفۂ قدیمہ کے غیر اسلامی نظریات پر ''الکلمۃ الملھمۃ''

اور ''فوزِ مبین'' میں سخت تنقید کی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ سائنس کو اسلامی بنانے کیلئے ضروری ہے کہ سائنس کو اسلام کے تابع کیا جائے نہ کہ اسلام کو سائنس کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ (۲)

آیئے الملفوظ کے حوالے سے سائنس پر اعلیٰ حضرت کی وسعت نظر پر چند مثالیں ملاحظہ کی جائیں۔

عمدہ پانی:

ایک مرتبہ بریلی شریف کے پانی کی نفاست کا ذکر اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ہوا تو اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا۔ خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں علیٰ درجہ پر ہیں۔ ایک صفت یہ ہے کہ ہلکا ہو، اور وہ پانی اسقدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو۔

دوسری صفت شیرینی، وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے۔ ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا۔ تیسری صفت خنکی، یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔'' (۳)

آج سائنس نے بھی مذکورہ تینوں خوبیاں پائے جانے والے پانی کو عمدہ پانی قرار دیا ہے۔

زمین و آسمان کا فاصلہ:

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''واللہ اعلم۔ سب سے قریب تر ثابتہ جو مانا گیا ہے۔ وہ نوارب انتیس کروڑ میل ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستوی۔ اس کا بُعد (یعنی دوری) اللہ جانے۔ پھر اس کے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں۔ ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو (۵۰۰) برس کا فاصلہ ہے اور اس سے آگے عرش۔ اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔ حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتے نے سجدے پیشانی نہ رکھی ہو۔ فرمایئے کس قدر فرشتے ہیں۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ ''اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' (۴)

درج بالا بیان سے یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ زمین سے عرش کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟ کہ سب سے پہلا فلک ثابتہ (آسمان) نوارب انتیس کروڑ میل اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ، پھر مستوی، پھر ستر ہزار حجابات اور پھر عرش ہے۔ اب آیئے کرسی کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ملاحظہ فرمائیں جسے پڑھ کر ایک مومن کی روح جہاں تڑپ اٹھتی ہے وہیں اعلیٰ حضرت کی سعت مطالعہ کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے۔

کرسی کی کیا صورت ہے؟

اس ضمن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کرسی کی صورت اہل شرع وحدیث نے کچھ ارشاد فرمائی۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسماں ہے، (جو) ساتوں آسمانوں کو محیط ہے۔ تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں۔ مگر شرع نے یہ نہ فرمایا۔ اسی طرح عرش کو جُہلاء فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسماں ہے اور اس کو ''فلک اطلس'' کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں۔ مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے۔ اس وقت تو چار فرشتے اس کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔ اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَھُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ ''اور اٹھائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ فرشتے۔'' اور ان فرشتوں کے پاؤں سے زانو تک پانچ سو (۵۰۰) برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں کرسی کا ذکر ہے۔ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کی کرسی آسمان و زمین کی وسعت رکھتی ہے۔

اسی ضمن میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی۔ بیچ کا آسمان (چوتھا) جس میں آفتاب ہے اس کا

نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ پانچواں اس سے بڑا۔ پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے (چوتھے آسمان سے) بڑا ہے۔ پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساتویں کے ساتھ۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو۔ اور ان سب عرش وکرسی اور زمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے۔ اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہوسکتی، عظمت عزت جل جلالہ سے، یہ غیر متناہی وہ متناہی۔ اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال۔ سیدی شریف عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اللہ اکبر! جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمتِ شان اقدس کو کون خیال کرے؟ (۵)

یہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی وسعت بیان کرتے ہیں کہ جس طرح ایک لق ودق میدان ہو کہ تا حد نظر میدان کے علاوہ چاروں طرف کچھ نہ ہو۔ اور ایسے میدان میں ایک چھلا (انگوٹھی) پڑا ہو تو اس چھلے کی میدان سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح عرش، کرسی، زمین، آسمان، ان تمام کی وسعت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی وسعت کے آگے ایک چھلے (انگوٹھی) کے مانند ہے جو لق ودق میدان میں پڑا ہو۔ اور وسعت قلب سے مراد وسعت علم ونظر ہے۔

آسمان کہاں ہے؟

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

''ہم اپنی آنکھوں سے تو دیکھ رہے ہیں۔ کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے سجھائی نہ دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہم جس کو دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے۔

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَ زَیَّنّٰھَا وَمَا لَھَا مِنْ فُرُوْجٍ o وَزَیَّنّٰھَا لِلنّٰظِرِیْنَ o وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ o

ترجمہ: ''کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اس کو کیسی زینت دی۔ اور اس میں کوئی شگاف نہیں اور ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے۔ کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا بلند بنایا گیا''......فلاسفہ بھی یہی کہتے تھے کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں۔ آسمان شفاف بے لون ہے (پھر فرمایا) اس سے اکذب (جھوٹا) کون جس کی تکذیب قرآن کرے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ایسا ہو کہ آسمان وزمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ (۶)

دائرۂ دنیا:

آیئے اب عرف عام میں جسے دنیا کہا جاتا ہے اس کی وسعت کے متعلق جاننے کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چلیں۔ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ دائرۂ دنیا کہاں تک ہے؟ تو آپ نے وہ جواب عنایت فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب نہ ماننے والوں کی عقلیں بھی حیران ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''ساتوں آسمان، ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے وراء سدرۃ المنتہیٰ، عرش وکرسی، دارِ آخرت ہے۔'' اس ضمن میں آپ نے مزید فرمایا کہ دارِ دنیا شہادت (ظاہر) ہے اور دارِ آخرت غیب (پوشیدہ) غیب کے کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے، وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ ''اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا''۔ اور دوسری جگہ فرمایا، لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''خدا ہی کیلئے ہیں مقالید (کنجیاں آسمان وزمین کی''۔ اور مفاتیح کا اول حرف میم (م) وحرف آخر (ح) اور مقالید کا اول حرف میم

(م) وحرف آخر (د) دال، انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے، (م+ح+م+د= محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہان کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے مفاتیح ومقالید غیب وشہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں۔ وہ مفتاح یا مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذاتِ اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ خفا میں رہتے (۷)۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

خلا کا واقع ہونا ممکن ہے:

آیئے! دیکھیں کہ خلا کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرماتے ہیں؟ واضح رہے کہ سائنسدانوں کے نزدیک زمین کے چاروں طرف ہوا کا غلاف ہے جو قریب (۴۵) پینتالیس کلومیٹر کی بلندی تک ہے اور اس کے بعد غیر متناہی خلا واقع ہے۔ اس تعلق سے جب اعلیٰ حضرت سے دریافت کیا گیا کہ حضور خلا ممکن ہے تو آپ نے فرمایا:

''خلا بمعنی فضا تو واقع ہے۔ اور خلا بمعنی فضائے خالی عن جمیع الاشیاء، موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے۔ فلاسفہ جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لایتجزی (کسی بھی شے کا وہ سب سے چھوٹا حصہ جس کی مزید تقسیم محال ہو اسے جزء لایتجزی کہیں گے۔) اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں۔ کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے۔ فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں۔ وہ جود جز کو باطل نہیں کرتیں۔ اور ترکیب جسم کیلئے اتصال ضروری نہیں۔ دیوارِ جسم مرکب ہے اور اس کے اجزا متصل نہیں۔'' (۸)

جوہر کی تعریف:

یہاں ہم سب سے پہلے مشہور سائنسدان جان ڈالٹن کا نظریہ جوہر کے متعلق پیش کرتے ہیں وہ لکھتا ہے:

According to John Dalton's theory (1808), "an atom is a particle of matter which is small, rigid, sperical and indivisible."

جس کے مطابق کسی بھی مادے کے سب سے چھوٹے، ٹھوس، کروی اور غیر منقسم جز کو جوہر کہتے ہیں۔ اس پس منظر کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں چلتے ہیں۔ جہاں آپ سے اس شعر:

نقشۂ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ''جوہر حسن'' کو کتنے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اس کے معنی یہ ہیں کہ جمال غوثیت آئینہ ہے جمال اقدس کا۔ اس میں وہ شبیہ مبارک دکھائی دے گی۔ (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھی۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینہ سے ناخن پا تک، اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے...... (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے۔ ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ و پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شرِیْكٍ فِی مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

ترجمہ: حضور اپنے تمام فضائل ومحاسن میں شرکت سے پاک ہیں۔ لہٰذا ''جوہر حسن'' آپ میں غیر منقسم ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت نے ''جوہر'' کی تعریف کیا فرمائی ہے۔ ''اہلسنت کی اصطلاح میں جوہر اس جزو کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو۔ یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔'' (۹)

زمین اور آسمان قیامت میں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائے گی؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

''ہاں ان زمین وآسمان کا دوسری زمین وآسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ. ترجمہ: جس دن بدل دی جائے گی یہ زمین کے سوا اور آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔'' مگر آسمان کیلئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے کا ہوگا۔ ہاں زمین کے بارے میں صحیح حدیث آتی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا۔ صحابیٔ جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ (پھر فرمایا) اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف پیٹھ کئے ہے اس روز کہ سوا میل پر ہوگا اور اس طرف منہ کئے ہوگا اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کردی جائے گی۔ پھر فرمایا اور جنت میں چاندی کی زمین ہوجائے گی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں اور جانوروں کیلئے جو روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہوئے ہونگے۔ حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے۔ اس وقت کروی شکل پر ہے اسلئے اس کی گولائی ادھر کی اشیا کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارے پر پڑا ہو اس کنارہ زمین سے دکھائی دے گا۔ حدیث میں ہے۔ دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

پھر لوگوں نے اعلیٰ حضرت سے دریافت کیا کہ یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر بنادی جائے گی اس سوال پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: ''میں نے نہ دیکھا (مطالعہ میں نہ آیا)۔ ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی۔ پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہوگا۔ بھوک کی تکلیف بھی ہوگی۔ اس لئے مسلمان کیلئے زمین مثل روٹی کے ہوجائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔'' (۱۰)

یہاں تک تو ہم نے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریات جو سائنس کی ایک اہم شاخ علم فلکیات سے متعلق ہیں۔ اس کا مطالعہ کیا، جن سے مجدد دین وملت نے اسلامی افکار کو واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلامی عقائد ونظریات کے تابع ہے۔ آیئے اب علم نجوم پر اعلیٰ حضرت کی ایک زبردست تحقیق تاریخ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے قبل زمین پر کسی قوم کا وجود تھا:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ان (میناروں) کی تعمیر حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے جودہ ہزار برس پہلے ہوئی۔ نوح علیہ السلام کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی۔ بارش بھی ہورہی تھی اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا۔ بحکم رب العالمین حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی۔ اس کشتی پر اسی آدمی سوار تھے۔ جن میں دو نبی تھے (حضرت آدم وحضرت نوح عَلَیْہِمَا السلام)۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا۔ اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ہاتھ اونچا ہوگیا تھا۔ دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینۂ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا۔ یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے۔ اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد ومینار کے باقی رہ گئی تھیں۔ جنہیں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی۔

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے انہیں

عمارتوں کی نسبت منقول ہے۔ ترجمہ: یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارۂ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی۔ نسر دو ستارے ہیں۔ نسر واقع اور نسر طائر۔ اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازے پر گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پنجہ میں گنگچہ جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس (۱۲۶۴۰) سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ سے زائد طے کر گیا تو حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے۔ لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی تھی۔ (۱۱)

اللہ اکبر! یہ ہے اعلیٰ حضرت کی علم نجوم، علم تاریخ اور علم ہندسہ پر مضبوط گرفت کی ایک چھوٹی سی مثال۔ مجدد دین وملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مرکۃ الآرا تصنیف ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' میں گیلیلو کے گرنے والے اجسام کے اصول (Law of Falling Bodies) کشش ثقل کے اصول (Law of Gravitation) کا رد کیا ہے۔ البرٹ آئن سٹائن کے نظریۂ اضافت (Theory of Relativity) پر گفتگو کی ہے۔ ارشمیدس کے اصول (کہ پانی میں اشیا کے وزن میں ہٹائے ہوئے پانی کے بقدر کمی ہو جاتی ہے) کی تائید کی ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں اعلیٰ حضرت نے مدو جزر کی تفصیلات پر بہت طویل بحث کی ہے۔ دیگر سیاروں پر اجسام کے اوزان میں کمی وبیشی پر تبصرہ کیا ہے۔ Centrifugal (مرکز گریز یا دافع عین المرکز) کے اصولوں پر کلام کیا ہے۔ علاوہ ازیں سمندر کی گہرائی، زمین کے قطر، مختلف سیاروں کے اہم فاصلے، مختلف مادوں کی کثافت نسبتی (Relative Densities) ہوا کے دباؤں پر سائنسی دعوے کی تفصیلات اور اعداد وشمار سے نہ صرف واقف نظر آتے ہیں بلکہ اپنے دلائل کے ثبوت میں ان اعداد وشمار کا استعمال بھی کیا ہے۔

زمین ساکن ہے:

رد حرکت زمین پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی چند دلیلیں ملاحظہ کیجئے: دلیل (۱) ہر عاقل جانتا ہے کہ حرکت موجب سکونت وحرارت ہے۔ عاقل درکنار، ہر جاہل بلکہ ہر مجنوں کی طبیعت غیر شاعرہ اس مسئلہ سے واقف ہے۔ لہٰذا جاڑے میں بدن بشدت کانپنے لگتا ہے کہ حرکت سے حرارت پیدا کرلے، بھیگے ہوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائے۔ یہ خود بدیہی ہونے کے علاوہ ہیئاتِ جدیدہ (Modern Astronomy) کو بھی تسلیم۔ بعض وقت آسمان سے کچھ سخت اجسام نہایت سوزون و مشتعل (روشن چمکتے جلتے ہوئے) گرتے ہیں۔ جن کا حدوث (واقع ہونا) بعض کے نزدیک یوں ہے کہ قمر پتھر کے آتشی پہاڑوں سے آتے ہیں کہ شدت اشتعال کے سبب جاذبیت قمر (Attraction) کے قابو سے نکل کر جاذبیت ارض کے دائرے میں آکر گر جاتے ہیں۔ اس پر اعتراض ہوا کہ زمین پر گرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنے میں کیوں نہ ٹھنڈے ہو گئے؟ اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ اگر وہ نرے سرد ہیں چلتے یا راہ میں سرد ہو جاتے جب بھی اس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ حرکت موجب حرارت اور اس کا افراط باعث اشتعال (Reason of Burning) ہے۔ اب حرکت زمین کی شدت اور اس کے اشتعال وحدت کا اندازہ کیجئے۔ یہ مدار جس کا قطر اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے۔ اور اس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو پینسٹھ دن پانچ گھنٹے اڑتالیس منٹ میں ہوتا دیکھ رہے ہیں اگر یہ حرکت، حرکتِ زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے میں اڑسٹھ ہزار (۶۸۰۰۰) میل کہ کوئی تیز سے تیز ریل اس کے ہزارویں حصے کو نہیں پہنچتی، پھر یہ سخت قاہر حرکت، نہ ایک دن، نہ ایک سال، نہ سو برس بلکہ ہزار ہا سال سے لگاتار، بے فتور، دائمہ مستمر ہے تو اس عظیم حدت وحرارت (Fury and Heat) کا اندازہ کون کرسکتا ہے جو

زمین کو پہنچی۔ واجب تھا کہ اس کا پانی کب کا خشک ہوگیا ہوتا، اس کو ہوا آگ ہوگئی ہوتی، زمین دہکتا انگارہ بن جاتی، جس پر کوئی جاندار سانس نہ لے سکتا۔ پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہے، اس کا مزاج بھی سرد ہے، اس کا پانی اس سے زیادہ خنک ہے، اس کو ہوا خوشگوار ہے۔ تو واجب کہ یہ حرکت اس کی نہ ہو، بلکہ اس آگ کے پہاڑ کی جسے آفتاب کہتے ہیں۔ جسے اس حرکت کی بدولت آگ ہونا ہی تھا۔ یہی واضح دلیل حرکت یومیہ جس سے طلوع اور غروب کواکب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع (Preventer) ہے کہ اس میں زمین ہر گھنٹے میں ہزار میل سے زیادہ گھومے گی۔ یہ سخت دورہ کیا کم ہے؟ اگر کہیے یہی استحالہ قمر میں ہے (استحالہ بمعنی شکل وصورت اور خاصیت میں تبدیلی) کہ اگر چہ اس کا مدار چھوٹا ہے مگر مدت بارہویں حصے سے کم ہے کہ ایک گھنٹے میں تقریباً سوا دو ہزار (۲۲۵۰) میل چلتا ہے۔ اس شدید صریح (واضح) حرکت نے اسے کیوں نہ گرم کیا۔

اقول (میں کہتا ہوں): یہ بھی ہیئاتِ جدیدہ (Modern Astronomy) پر وارد ہے۔ جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضائے خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت دھوپ سا گرم ہو جاتا تھا لیکن ہمارے نزدیک وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ. ترجمہ: اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔

ممکن ہے فلک قمر یا اس کا وہ حصہ جتنے میں قمر شناوری کرتا ہے خالق حکیم عز جلالہ نے ایسا سرد بنا یا ہو کہ اس حرارت حرکت (Movement Heat) کی تعدیل کرتا اور قمر کو گرم نہ ہونے دیتا ہو (جیسا کہ جدید ترین تحقیق کے ذریعہ ناسا اور دوسری خلائی ریسرچ ایجنسیوں نے واضح کیا ہے کہ چاند پر پانی تو موجود ہے لیکن انتہائی سوکھے ہوئے برف کی شکل میں ہے) جس طرح آفتاب کیلئے حدیث میں ہے کہ اسے روزانہ برف سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گزرتا جلا دیتا (رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ (۱۲)

درج بالا مثال سے واضح ہوا کہ سورج متحرک ہے اور زمین ساکن ہے۔ آج اعلیٰ حضرت کی عظمت کا جیتا جاگتا ثبوت خود سائنس نے ہمیں فراہم کر دیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے سکون شمس کا مدلل رد فرمایا ہے اور سائنس کو اعتراف ہے کہ سورج ساکن نہیں ہے بلکہ گردش میں ہے اور امین ساکن ہے۔ سورج اپنے محور پر ایک چکر پچیس دن میں پورا کرتا ہے اور اپنے مدار (Orbit) میں ڈیڑھ سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات نے اب یہ بتایا ہے کہ سورج ایک مخصوص سمت میں بہا چلا جا رہا ہے۔ آج سائنس اس مقام کا محل وقوع بھی بتاتی ہے اور جہاں تک سورج جا کر ختم ہوگا اسے Solar apex کا نام دیا گیا ہے۔ جس کی طرف سورج بارہ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بہہ رہا ہے۔ (۱۳)

آیئے! اب اس ضمن میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سائنسی دلائل پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی عظمت وحقانیت کو خراج عقیدت پیش کریں سورۂ یٰسین شریف کی اٹھائیسویں آیت ہے جس کا ترجمہ ہے:

''اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کیلئے۔ یہ حکم ہے زبردست علم والے کا''

دلیل (۲) بھاری پتھر اوپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر وہ اوپر گیا اور آیا اس میں زمین کی وہ جگہ جہاں پر پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ، مشرق کو ہٹ گئی۔ اقول، زمین کی محوری چال ۵۰۶ء۴ گز پر سیکنڈ ہے اگر پتھر کے جانے آنے میں پانچ سیکنڈ صرف ہوں تو وہ جگہ دو ہزار پانچ سو بتیس گز سرک گئی۔ پتھر تقریباً ڈیڑھ میل مغرب کو گرنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔ (۱۴)

دلیل (۳) پانی سے بھی کہیں لطیف تر ہے تو (اگر زمین حرکت کر رہی ہوتی تو) پانی کے اجزا میں تلاطم واضطراب سخت ہوتا اور سمندر میں ہر وقت طوفان رہتا۔

دلیل (۴) **اقول**، پھر ہوا کی لطافت کا کیا کہنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر غرب سے مشرق تک تحت سے فوق تک ہوا کی ٹکڑیاں باہم ٹکراتیں،

ایک دوسرے سے ٹپانچیں کھاتیں اور ہر وقت سخت اندھی لاتیں ۔لیکن ایسا نہیں تو بلا شبہہ زمین کی حرکت محوری باطل اور اس کا ثبوت وسکون ثابت ومحکم ۔ وللہ الحمد وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم آمین (۱۵)

مختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے حرکت زمین کے رد میں ایک سو پانچ دلیلیں دی ہیں ۔جن میں پندرہ اگلی کتابوں کی ہیں اور جن کی اعلیٰ حضرت نے اصلاح وتصحیح کی ہے اور پوری نوے دلیلیں نہایت روشن وکامل بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی خاص ایجاد ہیں ۔سائنس دانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کہ زمین کو محوِ گردش ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ انھوں نے تو صاف طور سے آسمان کے وجود کا بھی انکار کیا ہے۔ بظاہر اس سادہ بیان انکار میں عوام کو تو کوئی خرابی نظر نہیں آئی ہوگی ۔لیکن اگر ذرا سا غور وفکر کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ سائنس دانوں کا یہ نظریہ مذہب اسلام کی بنیاد پر ایک کاری ضرب ہے ۔کیونکہ جب آسمان کوئی چیز ہی نہیں تو توریت ،انجیل ، زبور قرآن اور دیگر صحائف انبیاء کا آسمان سے نازل ہونا بھی ثابت نہیں ہوگا اور قرآن مجید آسمانی کتاب نہیں مانا جائے گا، مذہب اسلام آسمانی مذہب نہیں مانا جائے گا (معاذ اللہ تعالیٰ) ۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ سائنس کے اس باطل نظریے کی بھی بیخ کنی کر دی جائے ۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عاشق صادق اور مجدد دین وملت نے اس فرض کو پورا کیا ۔ اور فلاسفۂ یورپ کی اس مصنوعی تحقیق کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ۔ نہ صرف یہ کہ سائنسی دلائل سے ان باطل نظریات کی دھجیاں بکھیر دیں بلکہ مسلمانوں کے اطمینان کیلئے قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے ثابت کیا کہ آسمان کا وجود قطعی طور پر ہے۔ اور زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں اور سورج اور چاند گردش کرتے ہیں ۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ترجمہ: ''سورج اور چاند حساب سے ہیں۔''

☆ اور فرماتا ہے، ترجمہ: اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقررہ معیاد تک چلتا ہے ۔اور حق ثابت ہو گیا اور باطل مٹ گیا ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ۔

ایک طرف ہندو پاک کے درجنوں ادارے امام احمد رضا کی تصانیف اور ان کی دینی وملی خدمات پر لکھی جانے والی کتابوں کی اشاعت میں مصروف ہیں ، دوسری طرف پٹنہ ، میسور ، علی گڈھ ، کراچی ، سندھ اور پنجاب کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے ۔ابھی حال ہی میں محی الدین غزنوی یونیورسٹی آزاد کشمیر میں ''امام احمد رضا چیئر'' قائم کی گئی ہے ۔اسی طرح افریقہ ، یورپ ، لندن ، امریکہ اور شکاگو وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں بھی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ۔غرضیکہ امام احمد رضا کی عبقری شخصیت کا تعارف بین الاقوامی سطح پر ہو رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب علمی دنیا ان کے صحیح مقام سے روشناس ہو جائے گی ۔ (۱۶)

حواشی

(۱) محمد عبد الحکیم شرف قادری ، علامہ ، مقالات رضویہ ، ص ۳۶ ، مطبوعہ لاہور

(۲) ایضاً ص ۳۷

(۳) محمد مصطفیٰ رضا نوری ، علامہ ، الملفوظ اول ، ص ۳۳ ، مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف

(۴) ایضاً ، چہارم ، ص ۱۵ (۵) ایضاً ، چہارم ، ص ۶۳

(۶) ایضاً ، چہارم ، ص ۵۴ (۷) ایضاً ، چہارم ، ص ۶۳

(۸) ایضاً ، چہارم ، ص ۱۵ (۹) ایضاً ، سوم ، ص ۴۲

(۱۰) ایضاً ، چہارم ، ص ۷۵ (۱۱) ایضاً ، اول ، ص ۷۳

(۱۲) احمد رضا بریلوی ، امام ، فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین ، ص ۱۴۷ ، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۱۳) اعترافات رضا ، ص ۱۰

(۱۴) احمد رضا بریلوی ، امام ، فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین ، ص ۱۵۳ ، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۱۵) ایضاً ص ۱۵۲

(۱۶) محمد عبد الحکیم شرف قادری ، علامہ ، مقالات رضویہ ، ص ۳۹ ، مطبوعہ لاہور ۔

فروغِ رضویات کا سفر

۲۸ ویں اور آخری قسط

اپنے دیس.......... بنگلہ دیس میں

از صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

حاجی محمد علی بھٹو صاحب کے دفتر مولوی بازار سے راقم اور ڈاکٹر سید ارشاد بخاری صاحب، حافظ خلیل احمد صاحب کے گھر گئے۔ وہاں ان سے رخصتی ملاقات کی اور اپنا سفری سامان حاجی بھٹو صاحب کی کار میں رکھوایا پھر پڑوس کی مسجد میں نمازِ مغرب کے لئے گئے۔ جماعت ہو چکی تھی۔ ہم لوگوں نے حاجاتِ ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کیا اور نماز کی ادائیگی کے بعد حاجی بھٹو صاحب کے دفتر آئے۔ یہاں تعمیراتی کاموں کے ان کے ایک رفیق کار بھی موجود تھے۔ غالباً ان کا نام حاجی فیروز تھا۔ ان سے تعارف ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ایک رشتہ دار نارتھ ناظم آباد کراچی میں موجود ہیں۔ باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ ان کا تعلق دیوبندی تبلیغی جماعت سے ہے۔ حاجی محمد علی بھٹو صاحب نے راقم کو بتایا کہ میرا اور ان کا تعلق کاروباری ہے، ان کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے، "لکم دینکم ولی دین" پر عمل پیرا ہوں۔

حاجی صاحب کی گاڑی میں ہم لوگوں ڈھاکہ کی خوشحال بستی موتی جھیل ان کے فلیٹ پر پہنچے۔ یہاں پہنچ کر راقم کو ۴۳ سال قبل اپنے ایک قریبی عزیز جناب رفعت اللہ صدیقی مرحوم یاد آگئے جن کا گھر موتی جھیل کے ہی کسی سیکٹر میں تھا۔ یہ علاقہ اب پندرہ پندرہ اور بیس بیس منزلہ بلند و بالا عمارات اور خوبصورت بڑے بڑے بنگلوں کی تعمیر سے اس قدر تبدیل ہو چکا ہے کہ راقم پہچان نہ سکا اور نہ ہی یہ یاد رہا کہ مرحوم کون سی اسٹریٹ پر قیام پذیر تھے۔ ان کی یاد کے ساتھ ان کے والد مرحوم جناب نعمت اللہ صدیقی صاحب مرحوم و مغفور بھی یاد آگئے۔ نعمت اللہ صدیقی صاحب فقیر کے والدِ ماجد مولانا سید وزارت رسول قادری رضوی حامدی علیہ الرحمۃ کے خالہ زاد بھائی ہونے کے ساتھ پیر بھائی بھی تھے، یعنی دونوں حضرات حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا مفتی حامد رضا خان علیہ الرحمۃ (خلفِ اکبر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ) سے بیعت تھے۔ جبکہ جناب رفعت اللہ صدیقی صاحب مرحوم اور ان کی اہلیہ حضور مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ نعمت اللہ صدیقی صاحب کا انتقال ۱۹۶۶ء میں ڈھاکہ میں ہوا اور عظیم پورہ کے نئے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔

حاجی محمد علی بھٹو صاحب فلیٹ کی دوسری منزل پر رہائش پذیر ہیں۔ یہ ایک بارہ منزلہ خوبصورت عمارت ہے جس کی بیرونی اور اندرونی دیواروں کو درآمد شدہ ٹائلز سے آراستہ کیا گیا ہے اور فرش پر درآمد شدہ پتھر بچھائے گئے ہیں۔ اس میں سیڑھیوں کے علاوہ ایک جدید لفٹ کا بھی انتظام ہے۔ ہر فلیٹ کا رقبہ تقریباً ڈھائی ہزار مربع فٹ ہے۔ دوسری تا پانچویں منزل حاجی بھٹو صاحب کے تصرف میں ہے، باقی تمام فلیٹس کرایہ پر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کرایہ بھی کافی مہنگا ہے۔ ایئر کنڈیشن، ٹیلی فون، پانی، بجلی، ایمرجنسی جنریٹرز، تمام جدید سہولیات مہیا ہیں۔ گراؤنڈ فلور پارکنگ کے لئے ہے۔ وہاں چوکیدار بیٹھا ہوتا ہے، لوہے کی مضبوط جالیوں کا سلائیڈنگ دروازہ ہے جو رات کو بند کر کے مقفل کر دیا جاتا ہے۔ حاجی بھٹو صاحب نے پانچویں منزل اپنے مہمانوں کے لئے مخصوص کی ہوئی ہے۔ انہوں نے فقیر کو بتایا کہ وہ اس فلیٹ میں بمشکل پندرہ بیس دن قبل منتقل ہوئے ہیں۔ ان کا ارادہ یہاں باقاعدہ میلاد شریف کرنے کا تھا اور اس کے بعد منتقلی کا پروگرام تھا لیکن ایمرجنسی میں پرانی رہائش گاہ خالی کرنی پڑی۔ اس لئے قرآن خوانی کروا کر فوراً یہاں آگئے۔ اب چونکہ آپ کی (فقیر

کی) آمد ڈھاکہ ہوئی تو ارادہ ہوا کہ آپ سے میلاد مبارک پڑھوایا جائے اور تمام احباب کو اس میں مدعو کیا جائے لیکن آپ کل ہی تشریف لے جا رہے ہیں تو آج آپ دعا فرما دیں، میلاد مبارک کا اہتمام بعد میں کر لیا جائے گا۔ اس پر راقم نے ان سے کہا کہ میلاد مبارک کا انعقاد ایک نیک اور برکت والا عمل ہے۔ احباب کے انتظار میں اسے ملتوی کرنا مناسب نہیں، گھر کے افراد مل کر بھی میلاد شریف اور ذکرِ رسولِ اکرم ﷺ کی محفل منعقد کر سکتے ہیں۔ اصل مقصود آقا و مولیٰ ﷺ کا ذکر اور تحدیثِ نعمت ہے کہ کریم و رحیم آقا ﷺ کے دستِ کرم سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس قدر خوبصورت مکان عطا فرمایا۔ لہٰذا اس شکرانے میں ہر دم ان پر درود و سلام لازم ہے۔ آپ فکر نہ کریں، ہم لوگ ابھی، اسی وقت میلاد مبارک کی محفل منعقد کریں گے، چنانچہ فقیر نے صاحبزادہ علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری زید مجدہٗ سے کہا آپ میلاد مبارک پڑھیں، پھر درود و سلام اور دعا کے بعد ہم لوگ یہیں عشاء کی نماز ادا کریں، اور بعد فاتحہ کھانا تناول کیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ بخاری نے نہایت شاندار طریقہ پر روایتی میلاد شریف پہلے عربی پھر اردو میں پڑھا، عربی نعت اور درود و سلام پڑھا گیا اور اختتام پر مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام پر ہوا۔ دعا و فاتحہ ہوئی اور بعد نمازِ عشاء کھانا کھایا گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ان تمام معمولات میں حاجی بھٹو صاحب کے کاروباری ساتھی ''حاجی فیروز'' بھی شریک رہے حتیٰ کہ صلوٰۃ و سلام میں بھی کھڑے ہوئے۔

ع ''اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے''

حاجی بھٹو صاحب میلاد مبارک کے اس انعقاد پر بہت مسرور تھے اور بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ آج آپ کی آمد سے میلادِ مبارک کا انعقاد ممکن ہوگیا، میرے دل میں بڑی بے چینی تھی کہ نئے مکان میں منتقل ہوگیا اور ابھی تک میلاد شریف کی محفل منعقد نہیں ہوسکی۔ فقیر نے عرض کی کہ جناب حاجی صاحب! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ہم گنہگاروں پر جو کرم اور شفقت ہے اس کے پیشِ نظر تو ہمیں ہر روز بلکہ ہر آن ان پر درود و سلام بھیجنا چاہئے لیکن افسوس دنیوی معاملات میں حد درجہ اشتغال نے ہمیں اس اہم عمل کی بجا آوری سے غافل کر دیا ہے اور ہم سمجھنے لگے ہیں کہ سال میں ایک بار بارہویں شریف (میلاد النبی ﷺ) کے موقع پر یا کسی شادی، بیاہ، یا نئے گھر کے افتتاح وغیرہ کے وقت میلاد شریف منعقد کر کے ہم نے سید عالم ﷺ سے اپنے تعلق اور محبت کی ذمہ داری ادا کر دی۔ ہماری یہ فکر اور طرزِ عمل سراسر غلط ہے، اور دنیا و آخرت میں ہماری رسوائی کا باعث ہے۔ ہمیں ہر وقت اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ذکر و فکر اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ اپنے رؤوف و رحیم آقا ﷺ سے محبت کے تقاضہ جب ہی پورے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فقیر گنہگار اور آپ سب کو یہ توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

کھانا نہایت پر تکلف تھا، کم از کم چار پانچ ڈشوں پر مشتمل تھا۔ سبزیوں کی بھی متعدد ڈشیں تھیں، انواع و اقسام کے پھل اور بنگلہ دیشی معروف مٹھائیاں بھی دسترخوان پر موجود تھیں۔ حاجی بھٹو صاحب، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، بڑی محبت، اخلاص اور اصرار کے ساتھ ہر ڈش سے کچھ نہ کچھ ہماری رکابیوں میں وقفہ وقفہ سے ڈالتے جا رہے تھے۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ پھر حاجی صاحب نے اپنے فلیٹ کی دوسری تا پانچویں منزل کا معائنہ بذریعہ لفٹ کرایا۔ مہمان خانہ دکھایا، پھر آخری منزل، بارہویں منزل تک لفٹ سے لے گئے اور وہاں سے موتی جھیل کے اطراف کا نظارا کرایا۔ یہاں سے ڈھاکہ جھلملاتی روشنیوں کا شہر نظر آ رہا تھا۔

اس بارہ منزلہ بلڈنگ کے سامنے اور کچھ فاصلہ پر اٹھارہ، اٹھارہ اور بیس بیس منزلہ عمارات بھی نظر آ رہی تھیں۔ حاجی صاحب نے فقیر کے دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ بلند و بالا عمارات کسی بینک کا

کاروباری مراکز کے دفاتر نہیں بلکہ وہ سب کے سب رہائشی فلیٹس ہیں۔ موتی جھیل سے آگے جو بنانی اور گلشن کی جدید بستیاں آباد ہوئی ہیں، وہ ڈھاکہ کا نہایت ''پوش علاقہ'' کہلاتا ہے۔ وہاں چوبیس چوبیس منزلہ عمارات ہیں، جن میں رہائشی فلیٹس کے علاوہ بہترین قسم کے جدید مال، سپر مارکیٹ اور ریسٹورنٹ بھی قائم ہیں۔ ان علاقوں کی سیر کر کے ایسا لگتا ہے کہ گویا بنگلہ دیش ایشیا کا امیر ترین ملک ہے اور یہاں غربت کا نام ونشان نہیں ہے لیکن جب سیاح ان عمارات کی بلندیوں سے جونہی اتر کر باہر شاہراہ پر آتا ہے تو اسے بے شمار نحیف و نزار پھیلے ہوئے ہاتھ گھیر لیتے ہیں اور جب ان ہاتھ پھیلانے والے افراد کے سوکھے اور پیلے چہروں پر نظر پڑتی ہے تو اچانک انسان حقیقت کی دنیا میں واپس آجاتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ ان بلند و بالا عمارات کے زیر سایہ زمینی حقائق کچھ اور ہیں۔ دیکھنے والوں کو افلاس زدہ چہروں کے آئینہ میں غربت وناداری کے اٹھتے ہوئے وہ شعلے نظر آتے ہیں جو بنگلہ دیشی معیشت کی خوشحالی کے ثمرات کو جابجا سے چاٹ رہے ہیں اور یہی بات ہمارے بنگلہ دیشی اربابِ حلّ وعقد بھائیوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ

ع یہ وہ سحر تو نہیں جس کا انتظار رہا!

رات حاجی بھٹو صاحب کے فلیٹ پر ایک پُرتکلف کمرے میں ہمارا قیام رہا۔ رات دیر تک ہماری گفتگو جاری رہی۔ موضوع نشر و اشاعت اور تعلیم کے میدان میں اہلِ سنت کی کارکردگی تھی۔ رات بارہ بجے کے بعد ہم لوگ سونے کے لئے کمرے میں گئے۔ یہ رات بھی طوفانی تھی، باہر موسلا دھار بارش ہورہی تھی۔ فجر کی نماز ہم لوگوں نے کمرے ہی میں ادا کی۔ تلاوت و وظائف کے بعد ڈاکٹر ارشاد صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ مزید آرام فرمالیں، غسل وناشتہ کے بعد دس بجے دن تک ہم بازار کی طرف نکلیں گے تاکہ آپ اہل وعیال اور دوستوں کے لئے کچھ تحفے تحائف خرید لیں اور اگر ہوسکا تو کچھ احبابِ سنت سے ملاقات اور مزارات کی زیارت بھی ہوجائے گی۔

فقیر نے ان کے مشورے پر عمل کیا اور تھوڑی دیر مزید آرام کے لئے بستر پر لیٹ گیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ آج منگل ہے اور جولائی کی ۸/تاریخ ہے۔ آج ہی ویزے کی بھی آخری تاریخ ہے۔ پتہ نہیں اللہ عزوجل اب دوبارہ اپنے دیس بنگلہ دیس میں لائے یا نہ لائے۔ معاً فقیر کے ذہن کی اسکرین پر اس ۱۴/روزہ سفر کی یادداشتیں تصویری صورت میں نمودار ہونے لگیں۔ منگل (شبِ بدھ، ۲۴/جون) کو یہ سفر شروع ہوا تھا اور منگل کو ہی (شبِ بدھ، ۸/جولائی) کو یہ اختتام پذیر ہورہا ہے۔ جب فقیر نے یہ سفر شروع کیا تھا تو روانگی سے قبل قرآن حکیم کی بعض آیت کریمہ کا مفہوم ذہن میں ابھرا تھا ان میں برکت والے شہروں کے بابرکت سفر کا ذکر تھا۔

قرآن حکیم کھول کر دیکھا تو وہ سورۂ سبا (۳۴) کی یہ آیات مبارکہ (۱۸،۱۹) نکلیں:

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ O فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ O

''اور ہم نے کئے تھے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سرِ راہ کتنے شہر اور انہیں منزل کے اندازے پر رکھا ان میں چلو راتوں اور دنوں امن و امان سے تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انہوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں کردیا اور انہیں پوری پریشانی سے پراگندہ کردیا۔ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے اور بڑے شکر والے کے لئے۔''

بلاشبہ برکت والے شہروں کا سفر برکت والا ہوتا۔ برکت والا

شہر وہ ہے جس کو اللہ عزوجل یا اللہ کے محبوبوں سے نسبت ہو۔ خانۂ کعبہ کو اللہ عزوجل سے نسبت ہے اس لئے یہ کعبۃ اللہ یا بیت اللہ شریف کہلایا اور جس شہر میں ہے وہ مکۃ المکرّمہ کہلایا۔ اس طرح وہ کرامت اور برکت والا قرار پایا۔ شہرِ یثرب کو جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے قدمین شریفین سے نسبت ہوگئی تو یہ مدینۃ المنورہ مشرّفہ ہوکر عظمت و برکت والا شہر ''طیبہ'' بن گیا۔ اسی طرح جن شہروں کو اللہ عزوجل کے محبوبِ اعظم ﷺ کے محبوبوں سے نسبت ہوگئی وہ ان کے قدومِ میمنت لزوم کی برکت سے شرف والے ہوگئے۔ چنانچہ بغداد سیدنا پیرِ پیراں، میرِ میراں، محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبتِ قیام سے مشرف ہوا تو ''بغداد شریف'' ہوگیا۔ اجمیر، ہندوؤں کا گڑھ تھا، جب سیدنا خواجہ معین الدین چشتی سنجری غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیام سے مشرف ہوا، اجمیر شریف ہوگیا، لاہور جب حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری، داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدوم و قیام سے مشرف ہوا تو اعاظمِ اولیائے کرام کی چوکھٹ بن کر برکت والا شہر ہوگیا۔ چٹا گانگ کی سرزمین جب حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چلہ گاہ بنی، تو اعلامِ صالحین کرام نے اس برکت والے شہر کی طرف رخ کیا اور یہ شہر مدینۃ الاولیاء قرار پایا۔ دہلی کو جب حضرت بختیار کاکی اوشی اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی سکونت گاہ بنائی تو وہ بائیس خواجگانِ کرام کی چوکھٹ بن کر شرف و کرامت والا شہر بن گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے لئے اور تمام ایسے دیگر برکت والے شہروں کے لئے سفر کی ترغیب دی ہے۔ برکت والے شہروں کا سفر امن و سلامتی کا مژدہ لاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی زیارت، علمائے فحول اور اولیائے کاملین سے ملاقات کی سعادت اور آیاتِ الٰہی پر غور و فکر کا موقع میسر آتا ہے، جس سے ایمان کو جِلا اور عقیدے کو تقویت ملتی ہے۔

منگل، ۲۴ رجون ۲۰۰۳ء کو شروع ہونے والا اپنے دیس بنگلہ دیس کا یہ سفر بھی فقیر کے لئے ایک ایسا ہی برکت والا وسیلۂ ظفر سفر تھا۔ اس لئے کہ یہ سفر مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ کے آسودۂ خاک اولیائے کرام کے مزارات اور عشاقِ رسول ﷺ اور عاشقانِ غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سیدنا غوثنا، ماوانا وملجانا سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی یاد میں منعقدہ غوثیہ کانفرنس میں شرکت اور ان کی شان میں مقالہ پڑھنے کی سعادت کے حصول کے لئے تھا۔ لیکن جب راقم نے پہلی اور دوسری آیتِ کریمہ کے دیگر الفاظ پر غور و فکر کیا تو مزید اسرار احقر کے قلب پر آشکارا ہوئے۔ ''ان (شہروں) میں چلو راتوں اور دنوں، امن وامان سے ، تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انہوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا ، تو ہم نے انہیں کہانی کردیا۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا خطِ کشیدہ الفاظ کو ذہن میں رکھیں اور پھر راقم جو تحریر کرنے جارہا ہے، اسے غور سے پڑھیں۔

آج سے ۴۳ سال قبل احقر جب راجشاہی یونیورسٹی میں پڑھا کرتا تھا، اس وقت حلقۂ احباب میں چند اردو بولنے والے (مشرقی پاکستان کے رہنے والے، چند بنگالی بولنے والے اور چند مغربی پاکستان سے گئے ہوئے طلباء شامل تھے۔ بنگالی بولنے والے بھائی اردو بولنے والوں اور مغربی پاکستان کے طلبہ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ تم بڑے اطمینان اور امن و امن کے ساتھ مشرقی پاکستان میں گھومتے گھامتے ہو، جب چاہے مغربی پاکستان سے بہ آسانی بلا روک ٹوک چلے آتے ہو، فکر نہ کرو وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب تم بغیر ویزے کے یہاں آنہ سکو گے اور تمہارے سفر کے اخراجات اور آمد و رفت کی مشکلات بھی بڑھ جائیں گی۔ اس وقت فقیر کی سمجھ میں یہ بات بالکل نہیں آئی۔ پھر جب راقم یونیورسٹی کی تعلیم سے فراغت کے

بعد بسلسلۂ مزید تعلیم ۱۹۶۴ء کے اوائل میں کراچی آیا تو یہاں کوئی ایسی بات نہیں محسوس ہوئی۔ کسی نے احقر سے روانگی کے وقت ڈھاکہ ایئرپورٹ پر نہیں پوچھا کہ تم کراچی کیوں جارہے ہو؟ تمہارا پاسپورٹ کہاں ہے؟ تمہارا شناختی کارڈ کہاں ہے؟ تم بنگال کے رہنے والے ہو، مغربی پاکستان کیا کرنے جارہے ہو؟ اپنا سامان چیک کراؤ! وغیرہ وغیرہ۔ اور نہ ہی کسی نے کراچی ایئرپورٹ پر اس قسم کی پوچھ گچھ کی اور نہ جامہ تلاشی لی گئی۔ پھر جب راقم نے ۱۹۶۵ء میں حبیب بینک میں ملازمت اختیار کی تو امتحان ہوا، انٹرویو ہوا لیکن کسی نے یہ سوال نہیں کیا کہ تم مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہو، یہاں نوکری کے لئے کیوں آئے ہو؟ یا یہ کہ یہاں نوکری نہیں مل سکتی، واپس ڈھاکہ جاؤ اور وہاں ملازمت کے لئے درخواست دو۔ پھر چند سال اور گذرے تو ۱۹۷۰ء میں ملک بھر یعنی مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں الیکشن ہوئے اور جب نتیجہ سامنے آیا تو مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے مکمل طور پر اکثریت حاصل کرلی اور اس قدر کثیر تعداد میں اکثریت حاصل کرلی کہ مغربی پاکستان کی کسی بھی پارٹی کو ملائے بغیر بھی وہ مرکز اور صوبے میں حکومت بنا سکتے تھے۔ عین اس وقت مغربی پاکستان کی اکثریتی پارٹی پیپلز پارٹی کے بانی لیڈر کی طرف سے یہ نعرہ بلند ہوا کہ ''اِدھر ہم، اُدھر تم''۔ اس وقت بھی راقم کسی طرح یہ باور کرنے کو تیار نہیں ہوا کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے جب ملک ایک ہے تو جو اکثریت میں ہے وہی حکومت بنائے گا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ایک وزیرِ اعظم مشرقی پاکستان کا ہو اور ایک وزیرِ اعظم مغربی پاکستان کا، پھر صدر بھی دو ہوں۔ یہ بات ناممکن ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ''اِدھر ہم، اُدھر تم'' کے نعرے نے وہ کر دکھایا جو ناممکن نظر آرہا تھا۔

آج قرآنی آیاتِ کریمہ کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہم (اس میں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان دونوں شامل ہیں) کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ہم میں دوری ڈال دی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ منعمِ حقیقی نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے نام پر یہ ملک عطا فرمایا تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر نہ کی، اسے اپنی بداعمالیوں کی آماجگاہ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو چھوڑ دیا، ہم زبان اور صوبے کی عصبیت میں گرفتار ہوگئے یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے سے دور ہونے کی دعا کرنے لگے اور عملی طور پر ایک دوسرے سے علیحدگی کی کوشش کی۔ اُدھر سے نعرہ لگا ''اب جو آئے پاسپورٹ لے کر آئے، ہم علیحدہ قوم ہیں۔'' اِدھر سے نعرہ لگا ''اِدھر ہم، اُدھر تم''۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ''انہوں نے (یعنی ہم پاکستانی مسلمانوں نے) خود اپنا برا کیا تو ہم نے انہیں کہانی بنادیا۔''

اب بنگلہ دیش والوں کے لئے ''پاکستان'' اور پاکستان والوں کے لئے ''مشرقی پاکستان'' ایک قصۂ پارینہ بن گیا۔ پہلے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان آنے والے کے لئے (اس کے برعکس بھی) حکومتِ وقت آسانیاں پیدا کرتی تھی محض ڈھائی سو روپے میں بذریعہ ہوائی جہاز ڈھاکہ سے کراچی آجاسکتا تھا اور بحری جہاز کا عام نشست کرایہ چٹاگانگ سے کراچی تک کا صرف مبلغ پچاس روپے تھا، پھر یہ کہ امن وامان کے ساتھ دونوں خطوں میں جس جگہ جس شہر میں آؤ جاؤ، کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ حالآنکہ دونوں ملکوں کے درمیان میں خلیجِ بحرِ ہند، خلیجِ بنگال اور ہندوستان کی وسیع وعریض سرزمین کی خندق واقع تھی لیکن پھر بھی دوری نہیں محسوس ہوتی تھی لیکن اب شرق و غرب سے بھی زیادہ کا بُعد ہوگیا۔ ہوائی جہاز سے آنے جانے کا کرایہ مبلغ ۲۵ ہزار روپے، ویزا، سفری دستاویزات، ساز وسامان کی جگہ جگہ خامہ تلاشی کی شدید مشکلات علیحدہ!

قرآن حکیم کے الفاظ پر غور فرمائیں! کس قدر سچائی اور ہمہ گیریت ہے۔ ہم نے خود دوری کی دعائیں کیں اور ایک دوسرے کو دور رکھنے کے عملی اقدامات کئے، ہم نے اپنا ہی نقصان کیا۔ سب سے

بڑا نقصان دینی قوتوں کو ہوا۔ دونوں علاقوں کے علماء کا رابطہ منقطع ہوگیا۔ (یہ تو بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ، چٹاگانگ اور سنّی اسلامک کانفرنس، چٹاگانگ، کا احسان ہے کہ انہوں نے ۳۲ سال بعد (۲۰۰۴ء میں) پاکستان کے علماء اور اسکالرز کو اپنے پلیٹ فارم پر دعوت دے کر یہ رابطہ دوبارہ بحال کیا)۔ ہر ایک پاکستانی یا بنگلہ دیشی اب ایک دوسرے کے ملک میں آسانی سے آجا بھی نہیں سکتا۔ صرف وہی آجاسکتے ہیں جن کے یا تو کوئی سگے رشتہ دار ہوں یا پھر کوئی ادارہ یا شخص انہیں مدعو کرے۔ قیام بھی ویزے کی مدت سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ پاکستان میں بنگلہ دیشی بھائیوں کا آنا جانا اور بھی مشکل تر بنادیا گیا ہے۔ اسی غور وفکر میں نیند نے فقیر کو اپنی آغوش میں لے لیا، اور راقم نے محسوس کیا کہ ۴۳ سال قبل والے مشرقی پاکستان کے مرکز ڈھاکہ میں آزادی سے گھوم پھر رہا ہوں۔ ابھی راقم اپنے دیس کے عظیم شہر کی سَیر سے سَیر بھی نہ ہو پایا تھا کہ ڈاکٹر ارشاد صاحب کی آواز نے چونکا دیا: حضرت آپ کہاں ہیں، اٹھیں، حاجی بھٹو صاحب ناشتہ پر بلارہے ہیں۔ کلمہ شریف پڑھتے اٹھا، گھڑی دیکھی تو صبح کے ۹ بجنے والے تھے۔ جلدی جلدی غسل کیا۔ لباس تبدیل کیا، پھر ڈاکٹر بخاری صاحب کے ساتھ ہم نیچے اتر کر کھانے کے کمرے میں آئے۔ محترم حاجی بھٹو صاحب ہمارا انتظار کررہے تھے۔ ناشتے میں متنوع اشیاء تھیں۔ انڈا آملیٹ وفرائی، ٹوس، مکھن، پراٹھے، بکری کی کلیجی کا سالن، دودھ، کھیر، بنگلہ دیشی مٹھائیاں، راقم کہ دل کا مریض، اتنی رنگ برنگ کی چیزیں دیکھ کر دل تھا کہ للچائے جائے، دل نے کہا ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں، دردِ دل کا علاج ہوسکتا ہے لیکن ''کفرانِ نعمت'' اشدتر بری بات ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند نہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولافی السماء وھو السمیع العلیم پڑھ کر ہر نعمت سے استفادہ کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سیر ہوکر کھایا کہ اب چل چلاؤ کا وقت ہے۔ ناشتہ کی میز پر ڈھاکہ کے موسم پر گفتگو ہوتی رہی۔ جناب بھٹو صاحب نے فرمایا کہ آپ ایسے وقت میں تشریف لائے ہیں جب کہ ہر طرف بادوباراں اور سیلاب کا سماں ہے، پھر محض دو ڈیڑھ دن کا قیام، آپ کو ڈھاکہ کی سیر نہیں کراسکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرا ڈرائیور بچوں کو اسکول چھوڑ کر آگیا ہے، آپ کے پاس شام ۳ بجے تک کا وقت ہے، گھوم پھر آئیں کیونکہ ۵ بجے شام آپ کی فلائیٹ ہے۔ پھر دریافت کیا کہ آپ گھر والوں کے لئے کیا تحفہ لے جانا چاہتے ہیں۔ راقم نے کہا کہ بنگلہ دیش میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے ہاں نایاب ہیں، بنگال کی مٹھائیاں، ڈھاکہ کا دیسی پنیر، بنگلہ دیش کا خصوصی پھل کٹھل اور اناناس زیادہ اہم ہیں، لیکن فقیر صرف پنیر اور اناناس لے جانا پسند کرے گا چونکہ کتابیں زیادہ ہیں پھر تحفوں سے سامان کا وزن زیادہ ہوجائے گا۔ ہم لوگ بھٹو صاحب کے ساتھ نکلے، ان کو ان کے دفتر پر چھوڑا، پھر حاجی امین صاحب کو ساتھ لیا اور بازار کی طرف نکل گئے کہ پوتیوں روحہ فاطمہ اور سارہ فاطمہ، بچوں اور احباب کے لئے کچھ کپڑے کچھ تحفے لے لئے جائیں۔ حاجی امین صاحب کو اچھی طرح بازاروں کا حال معلوم تھا کہ کون سی شئے کس بازار میں مناسب داموں پر ملے گی۔ وہ اس دریا کے دن رات کے شناور ہیں۔ پھر وہ ''سودا چکانے'' میں بھی ماہر ہیں۔ چنانچہ ان کی رہنمائی میں ہم پہلے پرانے ڈھاکہ پھر موتی جھیل کے اطراف میں گئے۔ آخر میں ہم نے نیو مارکیٹ سے زیادہ اشیاء خریدیں۔ حاجی امین صاحب محبت والے آدمی ہیں۔ فقیر کو زیرِ بار کئے جارہے تے۔ جب راقم نے محسوس کیا کہ حاجی صاحب نہیں مانیں گے اور یہ گنہگار کہیں بہت زیادہ زیرِ بار نہ ہوجائے تو ان سے کہا کہ ''اب خریداری مکمل ہوگئی۔'' مزید کسی چیز کی گنجائش نہیں، سامان کا وزن زیادہ ہوجائے گا۔ حالآنکہ وہ اصرار کرتے رہے کہ یہ بھی لے لیں، وہ بھی لے لیں، کراچی میں یہ چیزیں نہیں ملیں گے۔

فقیر نے کہا محض چند چیزیں تحفۃً لینی مقصود تھیں، وہ لے لیں۔ اللہ کا کرم یہ ہوا کہ اس دوران بارش تھمی رہی۔ راستہ میں ہم نے بنگلہ دیش کا پارلیمنٹ ہاؤس، صدارتی محل، وزیرِ اعظم کی رہائش گاہ، ڈھاکہ یونیورسٹی، شہید مینار وغیرہ کے قریب سے گذرے۔ ڈھاکہ کا یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب، صاف ستھرا ہے۔ ہر طرف سبزہ زار، خوبصورت لان اور جھیلیں نہایت دیدہ زیب ہیں۔ ''شہید منار'' ان مرنے والوں کی یاد میں بنایا گیا تھا جنہوں نے ۱۹۵۲ء میں بنگالی کو قومی زبان بنوانے کے لئے ہنگامہ کیا تھا اور پولیس کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے تھے۔ ان میں زیادہ تر ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلباء تھے۔ اگر چہ اس کا نام ''شہید منار'' ہے لیکن منار کی کوئی خصوصیت اس میں نظر نہیں آتی۔ یہ ایک بے ہنگم سے بنے ہوئے چند ستون ہیں، ممکن ہے اس میں تجریدی آرٹ کا کوئی عنصر شامل ہو جس کی فقیر کو کوئی سمجھ نہیں ہے۔ دور سے دیکھو تو ستار کی سی صورت نظر آتی ہے۔ اس ''شہید منار'' کی ایک سیاسی اور قومی اہمیت ہے وہ یہ کہ مشرقی پاکستان کے دور میں اور اب بنگلہ دیش بننے کے بعد، جب بھی کوئی سیاسی پارٹی حکومتِ وقت کے خلاف تحریک چلاتی ہے تو اس کی ابتداء ''شہید منار'' پر پھول چڑھا کر کرتی ہے۔ اسی طرح طلباء تنظیمیں جب بھی کوئی اسٹرائک یا تحریک چلانے کا اعلان کرتی ہیں اس کی ابتداء بھی اسی ''شہید منار'' کی سمادھی پر پھول چڑھا ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ وہاں کوئی قبر ہے اور نہ ہی مزار۔ اس کے علاوہ اس ''شہید منار'' کو اب ایک قومی یادگار کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ بیرونِ ملک سے جو بھی مقتدر شخصیت یا سرکاری وفد بنگلہ دیش آتا ہے، حکومتی پروٹوکول کے تحت وہ اس سمادھی پر پھول چڑھانے ضرور آتا ہے۔ ہم لوگ جب وہاں سے گذر رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ ''شہید منار'' پر پھول چڑھے ہوئے تھے اور چند نوجوانوں کی بھیڑ وہاں میدان میں جمع تھی۔ علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری نے راقم کو بتایا کہ کسی طلباء تنظیم کا اجلاس ہو رہا ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی برصغیر پاک۔ ہند۔ بنگلہ دیش کی پرانی یونیورسٹیز میں سے ایک ہے۔ غالباً اس کا سنِ تاسیس وہی ہے جو پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ہے۔ عمارات کا رنگ اور طرزِ تعمیر بھی ملتا جلتا ہے۔ اس کے گیٹ کے سامنے چوراہے پر مونومنٹ (یادگار) بنی ہوئی ہے۔ اس میں بنگلہ دیش کو آزادی دلانے والے ۱۶ فوجی جوانوں کے مجسمے بنے ہوئے ہیں جن کے ایک ہاتھ میں بندوق اور دوسرے میں بنگلہ دیشی جھنڈا ہے۔ راستے میں ڈھاکہ ہائی کورٹ کی عالیشان خوبصورت سفید عمارت بھی نظر آئی۔ اس کے اوپر سفید رنگ کا ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت انگریزوں نے اپنے ابتدائی دورِ حکومت میں بنائی ہے جن میں مغل اور وکٹوریا دور کے طرزِ تعمیر کا امتزاج جھلکتا ہے۔ ڈھاکہ ہائی کورٹ کے احاطے میں نویں صدی ہجری کے ایک بزرگ حضرت بخاری شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مزارِ اقدس ہے جو مرجعِ خواص و عوام ہے۔ ہم چونکہ وقت کی کمی کے باعث مزار شریف کے اندر نہیں جاسکے۔ اس لئے کار کے اندر بیٹھے بیٹھے ہم نے فاتحہ خوانی کی۔ راقم نے دل میں یہ بھی نیت کی کہ ان شاء اللہ ڈھاکہ کے آئندہ سفر میں حضرت بخاری شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پر باقاعدہ حاضری دی جائے گی۔ ڈھاکہ کا مشہور اور یادگار پارک ''رمنا پارک'' ہے جو نہایت وسیع و عریض اور خوبصورت ہے۔ ہم نے اس خوبصورت پارک کو کار سے اتر کر کچھ دور تک اندر جا کر دیکھا۔ ''رمنا'' ہرن کے چھپنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ سنا ہے کہ آج سے سو سال قبل یہاں ہرن پالے گئے تھے جن کی نسل آہستہ آہستہ کم ہو کر ختم ہوگئی۔ ہم نے بنگلہ دیش کے بانی شیخ مجیب صاحب کا وہ گھر بھی دیکھا، جس کی سیڑھیوں پر انہیں قتل کیا گیا تھا اور لاش کھلے آسمان کے نیچے ۴ دن تک بے گور و کفن پڑی ہوئی تھی۔ اب شیخ مجیب کے اس گھر میں ایک آزادی میوزیم قائم ہے جس میں بنگلہ دیش کی آزادی سے متعلق تمام اہم دستاویزات، تصاویر وغیرہ رکھی گئی ہیں اور اس عمارت کو ایک قومی

عجائب گھر کی حیثیت حاصل ہے۔ حاجی امین صاحب نے فرمایا کہ آیئے اندر چل کر اس گھر کو دیکھتے ہیں لیکن فقیر کی قومی حمیت نے اندر جانا گوارہ نہ کیا۔ راقم نے کہا وقت بہت کم ہے، اب حاجی محمد علی بھٹو صاحب کے گھر چلنا چاہئے۔

یہاں سے ہم سب حاجی محمد علی بھٹو صاحب کے گھر موتی جھیل آئے۔ ڈرائیور حاجی صاحب کو لینے ان کے آفس چلا گیا۔ غالباً ڈیڑھ بجے دن کا وقت رہا ہوگا۔ ہم سب نے نمازِ ظہر پڑھی پھر راقم نے سامانِ سفر کی پیکنگ شروع کردی۔ حاجی بھٹو صاحب کی تشریف آوری پر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد ان کے ڈرائیور کو بلوا کر کار میں سارا سامان رکھوایا۔ ڈھائی بجے کے قریب ہم لوگ (راقم، حاجی امین، حاجی محمد علی بھٹو اور ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب) ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوگئے۔ پی۔آئی۔اے کی فلائٹ کا جو وقت ٹکٹ پر درج تھا وہ ۵ بجے شام، ۸؍جولائی تھا۔ راستہ میں بونداباندی شروع ہوگئی تھی۔ فقیر نے حاجی امین صاحب سے کہا کہ راستہ میں عظیم پورہ کا نیا قبرستان پڑے گا، راقم کے ایک بزرگ نعمت اللہ صدیقی صاحب مرحوم وہاں دفن ہیں، ان کی قبر پر ۵ منٹ کے لئے حاضری دے کر فاتحہ پڑھنی ہے۔ برائے مہربانی وہاں گاڑی لے چلیں۔ حاجی امین صاحب نے ڈرائیور سے کہہ کر گاڑی ادھر موڑ وائی لیکن وہ غلطی سے پرانے عظیم پورہ قبرستان لے گیا، وہاں پتہ چلا کہ نیو عظیم پورہ قبرستان وہاں سے کچھ دور دوسری سمت میں ہے۔ پھر ہم لوگ وہاں پہنچے۔ قبر تلاش کرنے میں کچھ دیر لگ گئی، اتنے میں بارش تیز ہوگئی اور ہم لوگ فاتحہ پڑھتے ہوئے بھیگ گئے۔ قبرستان دیکھ کر راقم کو بہت خوشی ہوئی کہ برصغیر پاک و ہند میں آج تک جتنے قبرستان میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے، ان سب میں ڈھاکہ کا نیو عظیم پورہ قبرستان سب سے زیادہ صاف ستھرا تھا۔ تمام قبور ایک سائز کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر قبر پر قبر نمبر کے ساتھ قطار نمبر اور متوفی کے پورے کوائف درج تھے۔ تمام قبروں پر پھولوں کی کیاریاں لگی ہوئی تھیں۔ نظم و ضبط کا یہ عالم تھا کہ تقریباً ہر دس قبر کے بعد ایک راہ داری افقی اور عمودی انداز پر بنائی گئی تھی۔ گیٹ پر ایک چوکیدار بیٹھا ہے۔ ہر قبر پر پابندی کے ساتھ پانی کا چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ اگر کسی کو قبر نمبر یاد نہیں، صرف قطار نمبر یاد رہ گیا ہے اور متوفی کا نام پتہ ہے تو قبر جلد تلاش کرلی جاسکتی ہے۔ ایسا نظم و ضبط اور انتظام اسلام آباد، پاکستان کے ایک قبرستان میں دیکھنے میں آیا لیکن نیو عظیم پورہ قبرستان کو صفائی ستھرائی کے اعتبار سے زیادہ بہتر پایا۔

اکثر قبروں پر متوفی کے کوائف، قبر و قطار نمبر، بنگالی زبان میں لکھے ہوئے دیکھے، لیکن بعض قبروں پر اردو زبان میں کوائف لکھے پائے جبکہ ایک آدھ پر عربی میں بھی درج تھے۔ شاید یہ قبریں ۱۹۷۰ء کی دہائی یا اس سے قبل کے دور میں بنی ہوں گی۔ یہاں سے ہم ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوگئے۔ راستہ میں حاجی امین صاحب نے کچھ پھل اور جوس کے ڈبے خرید کر دیدیئے۔

ڈھاکہ ایئر پورٹ میں داخل ہونے سے قبل فقیر نے حاجی امین صاحب اور ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ کتابوں کی وجہ سے احقر کا لگیج ۲۰ کیلو کی حد سے زیادہ ہوجائے۔ اگر کاؤنٹر والے نہ مانے تو آپ کو زائد سامان واپس کرجاؤں گا۔ سامان تقریباً دس کیلو زیادہ تھا۔ کاؤنٹر آفیسر نے دینی کتب کی بناء پر بغیر اضافی چارج کے فلائٹ کے لئے او۔کے کردیا۔ بورڈنگ کارڈ لے کر احقر دروازے تک واپس آیا اور ان کو آگاہ کردیا، چشمِ پُرنم سے راقم تمام حضرات سے گلے مِلا، غلطیوں اور تکلیف دہی کے لئے معافی مانگی۔ انہوں نے بھی راقم کو آبدیدہ آنکھوں کے ساتھ اللہ حافظ کہا اور فقیر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں فی امان اللہ ورسول اللہ ﷺ کے الفاظ کہے اور ویٹنگ لاؤنج میں چلا گیا۔ ۵؍بجے شام کے قریب اناؤنسر کی آواز پہلے بنگالی پھر انگریزی میں گونجی کی پی۔آئی۔اے کی آنے والی

فلائٹ لیٹ ہے، اس لئے کراچی کی فلائٹ کی پرواز ساتھ بجے شام متوقع ہے۔ بہر حال اللہ اللہ کر کے جہاز نے ۸ بجے رات (بمطابق ۹ بجے شب پاکستانی اسٹینڈرڈ ٹائم) کو پرواز کے لئے دوڑ لگائی اور چند منٹ میں گھنے سیاہ بادلوں سے گذر کر فضائے بسیط میں تیرنے لگا۔ غالباً بیس پچیس منٹ کے اندر بنگلہ دیشی فضائی حدود عبور کر کے مرشد آباد کی طرف سے ہندوستانی حدود میں داخل ہو گیا۔ فقیر نے ٹیلی فون پر حاجی امین صاحب کو فلائٹ لیٹ ہونے کی اطلاع کر دی تھی اور روانگی سے قبل بھی انہیں دوبارہ خدا حافظ کہا اور ان سے یہ بھی درخواست کی کہ عزیزی علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب کے اسلامک سینٹر دیناجپور سے حتی المقدور مالی تعاون کریں اور دوسروں سے بھی کروائیں۔ پھر حاجی محمد علی بھٹو صاحب کو بھی خدا حافظ کہا اور بتایا کہ فلائٹ تاخیر کی بناء پر اب روانہ ہو رہی ہے۔ انہیں بھی تاکید کی علامہ ارشاد بخاری صاحب کے اسلامک سینٹر کے ساتھ ہر طرح کا مالی تعاون فرمائیں۔ حاجی بھٹو صاحب نے بتایا کہ ان کی اور حاجی امین صاحب کی اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے اور ان شاء اللہ ماہِ رمضان المبارک میں ہم دونوں مل کر ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔

ڈھاکہ سے کراچی تک تین ہزار کیلومیٹر کا طویل فضائی سفر ۳ گھنٹوں میں طے ہوا۔ ٹھیک بارہ بجے رات یعنی بدھ کی صبح تقریباً ۱۵ دن کے سفر کے بعد اپنے پاک وطن کی سرزمین پر واپس آیا۔ فقیر کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے فضائی سفر کے دوران دلائل الخیرات کا ایک ختم کیا جائے یا کم از کم دو تین حزب تو ضرور پڑھ لئے جائیں۔ الحمد للہ ان تین گھنٹوں میں دلائل الخیرات کا ایک ختم مکمل ہوا۔

جب ناچیز اپنے سامان کی ٹرالی لئے کراچی ایئرپورٹ سے باہر آ رہا تھا تو ذہن معاً پھر سورۂ سبا کی ۱۸ویں اور ۱۹ویں آیاتِ کریمہ کے مضامین کی طرف گیا۔ دل میں خیال آیا کہ اللہ خالق و مالک نے اسلام کے نام پر ہمیں ایک بہت بڑی مملکت، مملکتِ خداداد پاکستان عطا کی تھی، ہم نے اس نعمت کی قدر نہ کی، کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوئے۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہمارے بنگالی بھائیوں کو ہم سے جدا اور دور کر دیا۔ ہم نے بہت اچھے لوگ کھو دیئے اور ہمارا ماضی قصۂ پارینہ بن گیا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ "وقت آیا تو ہم پھر ملیں گے"۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ "اب قیامت میں ملیں گے۔" لیکن فقیر سوچتا ہے قیامت تو ہم پر گذر گئی! انہی خیالات میں غلطاں تھا کہ کانوں میں راقم کی ننھی ننھی معصوم پوتیوں روحہ فاطمہ اور سارہ فاطمہ کی پیاری پیاری رس گھولتی آواز گونجی، پاپا پاپا (صاحبزادے سید سطوت رسول قادری حفظہ اللہ الباری) وہ دیکھئے! دادا ابو باہر آ گئے، ماماں (بڑی بہو شاہینہ سطوت حفظہا اللہ) دیکھئے، وہ گیٹ سے نکل کر ہماری ہی طرف آ رہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ تصورات کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آ گیا بلکہ اپنے چمن زار میں واپس آ گیا جہاں پھول کھلے ہوئے تھے، کلیاں مسکرا رہی تھیں، فقیر نے اپنے پھولوں کو سونگھا، کلیوں کو چوما اور دو رکعت نفل پڑھ کر سجدۂ شکر بجا لایا۔ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو سلامت رکھے اور بچھڑ جانے والے بنگالی بھائیوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور ان کے ساتھ دینی اور مسلکی حوالہ سے ہمارے عشق و محبت کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنائے کیونکہ دونوں ملک اسلام کے نام پر بنے ہیں دونوں کی بقا اور استحکام اور تعلقات کی استواری کے لئے جذبۂ عشقِ رسول ﷺ ہی واحد اور اصل ذریعہ ہے۔ زندگی بخیر رہی تو راقم کو "اپنے دیس بنگلہ دیس" اپنے پیاروں کے پاس اللہ تعالیٰ پھر لے جائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور

(اقبالؔ)

☆☆☆☆☆

معارف کتب

﴿تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخے بھیجنا ضروری ہے۔﴾

نئی شائع ہونے والی کتب پر تبصرہ

﴿مبصر: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری﴾

نام کتاب: تاریخ الدولۃ المکیہ

مصنف: عبدالحق انصاری

صفحات: ۳۴۰ طبع اول: ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

ناشر: (۱) بہاء الدین ذکریا لائبریری، چھونبی، تحصیل چوآسیدان شاہ، ضلع چکوال

(۲) فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور

قیمت: پچاس روپے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ابن علامہ نقی علی خاں محدثِ بریلی علیہما الرحمۃ ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۶ر جون ۱۸۵۶ء کو یوپی (ہندوستان) کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو وہیں وصال فرمایا۔ آپ برصغیر پاک و ہند میں اپنے دور کے فقہ اربعہ کے عظیم فقیہ، محدث، اصولی، نعت گو شاعر، عقلی و نقلی علوم کے ماہر، طریقت میں سلسلۂ قادریہ کے شیخ، عربی، فارسی اور اردو میں بکثرت کتب کے مصنف ہیں۔ آپ دو بار حج و زیارت کے لئے حجازِ مقدس حاضر ہوئے۔ پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں والدِ ماجد کی معیت میں یہ سعادت نصیب ہوئی اور وہاں مکہ مکرمہ کے تین اکابر علماء کرام سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ دوسری بار ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں حاضری ہوئی۔ لیکن اس بار ۲۵ سے زائد علمائے عرب نے شریعت و طریقت، فقہ و حدیث اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ میں آپ سے استفادہ کیا اور اسناد حاصل کیں، آپ کی چند عربی تصانیف دوسرے سفرِ حج کے دوران قیامِ مکہ مکرمہ میں لکھی گئیں جن کی علمائے عرب خصوصاً علمائے حرمین شریفین میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ بعض کتب پاک و ہند، ترکی و مصر سے متعدد بار شائع ہوئیں۔ ان کتب میں ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' اعلیٰ حضرت ... البرکت کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جس کو عالمِ اسلام کے علمی اور ... یات سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔ ''الدولۃ المکیہ'' سید عالم ﷺ کے علم کی وسعت اور من جانب اللہ علوم غیبیہ پر آپ ﷺ کی اطلاع پر ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کے منفرد اور بے مثال ہونے پر خود عالمِ عرب کے علماء نے تصدیق کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عقائد کے اعتبار سے یہ مسلمانوں کے لئے ایک مثالی دستاویز ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ جس طرح یہ تصنیف لاجواب ہے اسی طرح ۸ گھنٹوں کے اندر حالتِ بخار میں کتب مآخذ و مراجع کے مطالعہ کے بغیر مصنفِ علام کی طرف سے ۱۳۵ صفحات پر مشتمل اور تقریباً ۱۷ آیات قرآنی اور ۳۷ احادیثِ کریمہ سے مزین اس کی تالیف بھی ایک حیرت انگیز تاریخی واقعہ ہے جس نے اپنوں اور غیروں سب کو ششدر کر دیا۔

الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ میں قیامِ مکہ کے دوران لکھی گئی اور ... مکرمہ اور وہاں موجود عالمِ اسلام کے جلیل القدر علماء نے اس تصنیفِ جلیلہ پر اپنے تاثرات و تقاریظ قلمبند کئے۔ اسی عظیم کتاب کی وجہِ تالیف، محرکات، ماحول جس میں یہ لکھی گئی، اس کا پسِ منظر و پیش منظر اور عالمِ اسلام پر اس کی اشاعت کے اثرات کے حوالہ سے علامہ عبد الحق انصاری زید مجدہٗ جو متعدد تحقیقی کتب اور دسیوں مقالات کے مصنف ہیں، ''تاریخ الدولۃ المکیہ'' بڑی محنت، تحقیق اور تجزیاتی انداز سے ... ہے۔ اس کے تمام ایڈیشنوں کو سامنے رکھ کے حواشی و تعلیقات سے کتاب کو آراستہ کیا گیا ہے۔

...یخ الدولۃ المکیہ'' تاریخی اہمیت کی حامل ہونے کے ساتھ سا... یہ طرزِ تحریر اور اسلوبِ تحقیق کا اچھا نمونہ ہے۔ مختصراً اس

کی خوبیاں درج ذیل ہیں:

۱۔ ۱۵۴ صفحات کی کتاب کو ۳۰۴ کتب سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔

۲۔ ۲۶۸ ایسی کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن مین الدولۃ المکیہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ حرم مکہ و مدینہ زاداللہ شرفہما کے کتب خانوں کے مخطوطات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس سے مصنف موصوف کے تحقیق میں انہماک، مطالعہ سے دلچسپی اور اپنے موضوع سے متعلق تمام ممکنہ موجودہ وسائل کو استعمال میں لانے کی صلاحیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ ساتھ یہ ان کے وسیع الاطلاع ہونے کی بھی غماز ہے۔

۳۔ پسِ منظر اور پیشِ منظر میں اس دور کے اعتقادی معرکہ آرائیوں، سیاسی و مذہبی ماحول، کہ جن حالات میں یہ کتاب معرضِ تحریر میں آئی، برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں عربی زبان کے اثرات اور عربی زبان میں برصغیر میں تصنیف و تالیف کی اشاعت کا جو منظرنامہ پیش کیا ہے اس سے الدولۃ المکیہ کی اشاعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قارئین کرام کو پہلی بار الدولۃ المکیہ کے دس مختلف اشاعتوں (ایڈیشن) اور ان کے ناشرین کے متعلق آگاہی ہوتی ہے۔

۵۔ اس کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ عالمِ اسلام خصوصاً دنیائے عرب میں فاضلِ بریلوی کے دور اور اس کے فوراً مابعد میں آپ کی اس تصنیفِ جلیل کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا اندازہ کتاب میں درج ان اکیاسی مقرظین علماء کی فہرست اور ان کے مختصر احوال سے ہوتا ہے۔ حالآنکہ بقول مصنف مقرظین کرام کی یہ فہرست بھی حتمی نہیں ہے۔

۶۔ مصنف علامہ نے مقرظین کی اہمیت اور پر روشنی ڈالتے اس بات پر دستاویزی تاریخی ثبوت مہیا کیا ہے کہ

(الف) یہ سب حضرات اپنے دور کی اسلامی دنیا کے جید علماء دین تھے اور ان کا تعلق مذاہبِ اربعہ سے تھا۔

(ب) یہ سب حضرات مختلف علمی اوصاف سے متصف تھے، مثلاً محدث، فقیہ، اصولی، صوفی، مبلغِ اسلامی، مرشد السالکین وغیرہ۔

(ج) یہ کہ ان میں سے اکثر مختلف اعلیٰ سرکاری مناصب پر متمکن رہے، مثلاً صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم، نائب وزیرِ تعلیم، چیف جسٹس، مفتیِ اعظم وغیرہ۔

(د) یہ کہ ان سب حضرات کا تعلق آج کی اسلامی دنیا، انڈونیشیا سے لے کر افریقہ میں موریتانیہ تک کے مسلم ممالک سے تھے۔ ''اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ دولۃ مکیہ پر قلمبند کردہ ان کی تقاریظ مسئلہ علم النبی ﷺ پر اجماعِ امت کی علامت اور سوادِ اعظم کے مسلک کا واضح اظہار ہیں۔''

یہ کتاب غالباً اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں کسی کتاب کے متعلق معروضی انداز میں اتنی تفاصیل مہیا کی گئی ہیں جس سے ایک طرف علامہ عبدالحق انصاری کی تاریخ نویسی سے شغف کا پتا چلتا ہے تو دوسری طرف فقہی لٹریچر پر ان کی گہری نظر کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ ''تاریخ الدولۃ المکیہ'' کے مطالعہ سے انصاف پسند علماء و محقق حضرات کے اذہان سے ''الدولۃ المکیہ'' اور اس کے مقرظین حضرات کی علمی حیثیت اور ان کے مقام و منصب سے متعلق ان تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہوجائے گا جو بعض کم علم یا متعصب حلقوں کی جانب سے گذشتہ ایک صدی سے پھیلائے جارہے ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ دنیا کی اہم جامعات اور ریسرچ لائبریریوں میں طلباء و اساتذہ کے استفادہ کے لئے رکھی جائے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا علامہ عبدالحق انصاری حفظہ اللہ الباری کو یہ معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے، ساتھ ہی اس کے ناشرین بہاء الدین ذکریا لائبریری، چھونبی، چکوال اور فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت نفیس انداز میں کر کے قارئین کو ایک اچھا تحقیقی اور معروضی لٹریچر مہیا کیا ہے۔

دینی، علمی و تحقیقی خبریں

﴿ترتیب و پیشکش: محمد عمار ضیاء خاں قادری﴾

رضویات پر بیسویں پی۔ایچ۔ڈی

''رضویات'' سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک خوشخبری یہ ہے کہ مولانا منظور احمد سعیدی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ حامدیہ رضویہ، کراچی کو ''مولانا احمد رضا خاں کی خدمات علومِ حدیث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' پر پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ جامعہ کراچی نے منظور کرلیا ہے۔ یہ مقالہ تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے سرپرستِ اعلیٰ قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر دلاور خاں صاحب، رابطہ سیکریٹری حاجی عبد اللطیف قادری صاحب، معارف رضا کے ادارتی بورڈ کے ممبران پروفیسر سلیم اللہ جندران صاحب، پروفیسر ڈاکٹر احمد قادری صاحب، پروفیسر مجیب احمد صاحب اور دیگر اراکینِ ادارہ جامعہ کراچی کلیہ علومِ اسلامیہ کے سربراہ محترم ڈاکٹر جلال الدین نوری۔ اور جناب مولانا منظور احمد سعیدی صاحب کے اس کارنامہ پر انہیں دلی مبارکباد پیش کی ہے اور اس امید کا اظہار کیا ہے کہ وہ آئندہ خود بھی رضویات پر تحقیق کے کام کو آگے بڑھائیں گے اور اس حوالہ سے پی۔ایچ۔ڈی کرنے والوں کی معاونت بھی کریں گے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ کی خدمتِ دین کے 50 سال

تقریبات گولڈن جوبلی کے موقع پر جامعہ کا مختصر تعارف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا آغاز باغیچی نہال چند اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں 1956ء میں ہوا۔ علم کا یہ پوا علم و عمل کے عظیم پیکر حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے لگایا گیا ان کے شاگرد رشید شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی نے اس کی نگرانی کی ذمہ داری قبول کی اور 1961ء کے بعد یہ عظیم درس گاہ حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی نے اسے ترقی و عروج تک پہنچایا۔

یہ ادارہ تنظیم المدارس پاکستان سے ملحق ہے اور 35 سال سے اس کا ہیڈ آفس رہا ہے۔ اس وقت تقریباً پانچ ہزار مقیم و غیر مقیم طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں جن کی تعلیمی، رہائشی، اور خورد و نوش کی تمام ضروریات کا کفیل جامعہ ہے۔ جامعہ کے اساتذہ کی تعداد 140 ہے اس کے شعبہ جات میں تحفیظ القرآن، تجوید و قرأت، قرأتِ سبعہ، فارسی، عربی لینگویج، درس نظامی مکمل، دورہ حدیث شریف اور تخصص شامل ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ کا دارالافتاء دنیا بھر سے بھیجے جانے والے سوالات اور مسائل کا شافی اور مدلل جواب دے کرامت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ جامعہ میں موجود لائبریری میں مختلف دینی و تحقیقی موضوعات پر تقریباً چالیس ہزار کتابیں موجود ہیں۔ اس کی مختلف شہروں میں 100 سے زائد برانچیں کام کر رہی ہیں جبکہ اس جامعہ کے ماہانہ اخراجات تقریباً 11 لاکھ ہیں۔ اندرون بیرون ملک جامعہ نظامیہ رضویہ کی خدمات بہت مقبول ہیں اور اس کی تدریسی، تحقیقی، تصنیفی، تبلیغی، اشاعتی، ملکی و ملی خدمات قابل تحسین ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر، جنرل سیکریٹری اور دیگر تمام اراکین عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کو 50 سال مکمل ہونے اور اس صدی کے عظیم اشاعتی کارنامے فتاویٰ رضویہ کی 33 خوبصورت جلدوں کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

الازھر یونیورسٹی بدایوں کے زیرِ اہتمام

مقابلۂ علومِ حدیث

الازھر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز بدایوں، جماعتِ اہلِ سنت میں اپنی نوعیت کا منفرد ادارہ ہے، انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا مقصد عصری جامعات میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا اور مدارسِ اسلامیہ کے طلبہ میں علمی و فکری شعور بیدار کر کے ان کو زمانے کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ انسٹیٹیوٹ نے جامع شریعت و طریقت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری دامت برکاتہم (زیب سجادہ خانقاہِ عالیہ قادریہ بدایوں) کی بابرکت سرپرستی میں بہت قلیل مدت میں اپنے مذکورہ اہداف کی سمت میں نمایاں پیش رفت کی ہے، انسٹیٹیوٹ کے زیرِ اہتمام ہر سال مئی، جون میں اسلامی تعلیم و تربیت کے ایک پارٹ ٹائم کورس کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے عصری جامعات میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ استفادہ کرتے ہیں۔ اس سال جنوری میں انسٹیٹیوٹ نے مدارسِ اسلامیہ کے طلبہ کے لئے ۱۲ روزہ تعلیمی و تربیتی ورک شاپ کا انعقاد کیا تھا، جس میں مختلف موضوعات پر توسیعی خطابات کے علاوہ طلبہ کے درمیان مختلف مقابلوں کا بھی اہتمام کیا گیا تھا، جس میں طلبہ نے حسنِ کارکردگی کی بنیاد پر بیش قیمت انعامات حاصل کئے تھے۔

اب انسٹیٹیوٹ اپنے اگلے قدم کے طور فروری ۲۰۰۷ء میں سنی مدارس کے طلبہ کے درمیان "مقابلۂ علومِ حدیث" کا انعقاد کرنے جا رہا ہے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ہمارے مدارس میں حدیث اور علومِ حدیث کی تحصیل میں اس شوق اور دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا جس کا یہ فن مستحق ہے، بالخصوص اصولِ حدیث اور رجالِ حدیث پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی، اس کا فائدہ بعض لوگوں نے صحیح احادیث کو ضعیف اور ضعیف کو موضوع قرار دینے کی ایک مہم چلا رکھی ہے، ضرورت ہے کہ اہلِ سنت کے علماء کی آنے والی نسل اس فن میں مہارت حاصل کر کے ان مغالطوں کا علمی انداز میں جواب دے۔ اس مقابلہ کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ طلبہ میں علمِ حدیث کا شوق پیدا کیا جائے تا کہ وہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کر سکیں۔ مقابلہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو حسبِ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔ پہلا انعام: دس ہزار روپے، شیلڈ اور توصیفی سند۔ دوسرا انعام: سات ہزار روپے، شیلڈ اور توصیفی سند۔ تیسرا انعام: پانچ ہزار روپئے، شیلڈ اور توصیفی سند۔ اس کے علاوہ تمام شرکاء کو توصیفی سند اور تشجیعی انعامات دیئے جائیں گے۔ مقابلہ سے دو ماہ قبل تمام طلبہ کو مولانا اسید الحق قادری بدایونی کی کتاب "علومِ حدیث" مفت ارسال کی جائے گی۔ مقابلہ کے اکثر سوالات اسی کتاب سے ہوں گے، یہ کتاب مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہوگی: (۱) حجیت حدیث اور تاریخ تدوینِ حدیث (۲) مصطلحات (۳) اصولِ جرح و تعدیل (۴) طبقات المحدثین (۵) کتبِ حدیث کا تعارف اور جائزہ (۶) احناف کی مستدل احادیث کا فنی اور تحقیقی جائزہ۔ اس کے علاوہ مطالعہ کے لئے کچھ کتابوں کی نشاندہی بھی کر دی جائے گی۔ یہ مقابلہ فروری ۲۰۰۷ء میں مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں منعقد ہوگا، یہ مقابلہ تین روزہ ہوگا، ان تین روز میں مقابلہ کے علاوہ حدیث اور علومِ حدیث سے متعلق مولانا اسید الحق قادری، مولانا نعمان اعظمی ازہری اور مولانا منظر الاسلام ازہری کے توسیعی خطابات بھی ہوں گے، مقابلہ میں جماعتِ سادسہ سے لے کر دورہ اور تخصص تک کے طلبہ شرکت کر سکتے ہیں۔ جماعت سادسہ سے نیچے کے طلبہ کو شریکِ مقابلہ نہیں کیا جائے گا۔

مقابلہ کے لئے کوئی داخلہ فیس نہیں ہے، تین روز تک طلبہ کا قیام و طعام نیز آمد و رفت کا کرایہ انسٹیٹیوٹ کے ذمہ ہوگا۔ مقابلہ میں شرکت کے خواہش مند طلبہ اپنی درخواستیں بذریعہ ڈاک ارسال کریں، درخواستیں ۳۰ ستمبر ۲۰۰۶ء تک موصول ہو جانا چاہئے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں کو شریک نہیں کیا جائے گا۔ درخواست پر اہلِ سنت کے کسی عالم کی تصدیق اور دستخط ہونا ضروری ہیں۔ درخواست میں مندرجہ ذیل بیانات ہونا چاہئے: (۱) طالب علم کا پورا نام (۲) ولدیت (۳) جماعت (۴) مدرسہ کا نام (۵) رہائشی پتہ اردو، انگریزی (۶) مدرسہ کا پتہ اردو، انگریزی (۷) رابطہ کا فون نمبر۔ مزید معلومات کے لئے رابطہ کیجئے: مولانا اسید

الحق قادری، ڈائریکٹر الازہر انسٹیٹیوٹ۔ +91-989-7642695 مولانا خوشتر نورانی: +91-986-8629227، مولانا نعمان اعظمی الازہری: +91-932-7800957۔ درخواستیں اس پتہ پر ارسال کریں: ڈائریکٹر، الازہر انسٹیٹیوٹ، مدرسہ قادریہ، مولوی محلہ، بدایوں، (Badaun)، 243601، یوپی۔ انڈیا

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی

کا تیسرا سہ موضوعاتی سیمینار اختتام پذیر

شرعی کونسل آف انڈیا کا تیسرا سہ موضوعاتی دو روزہ فقہی سیمینار ۱۱،۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸،۹/ جولائی بروز شنبہ و یک شنبہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی کے وسیع و عریض ہال میں منعقد ہوا، سیمینار گراں قدر مقالہ جات و تحقیقاتِ انیقہ کے ساتھ پانچ نشستوں پر مشتمل تھا جس میں تقریباً ۶۰ سے زائد علماء کرام و مفتیانِ عظام، خصوصاً حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری بانی شرعی کونسل آف انڈیا، محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا تحسین رضا خاں صاحب، قاضی عبدالرحیم بستوی، مفتی عاشق الرحمٰن الہ آبادی وغیرہ نے شرکت فرمائی۔ سیمینار میں فیصل شدہ مسائل حسبِ ذیل ہیں:

پہلی نشست: (۱۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۷/ جولائی ۲۰۰۶ء، بعد نماز مغرب) کا آغاز تلاوتِ کلام پاک بلاغتِ نظام و نعت خیر الانام سے ہوا۔ پھر ناظمِ اجلاس مفتی محمد ناظم علی مبارکپور نے خطبۂ استقبالیہ کے لئے شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں کو دعوت دی۔ موصوف نے اپنے خطبۂ جلیلہ میں مختلف دیار و امصار کے مندوبین کو جچے تلے اچھوتے انداز میں پُر جوش لفظوں کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ پھر ناظمِ اجلاس نے خطبۂ صدارت کا اعلان کیا۔ حضرت تاج الشریعہ علامہ اکٹر رضا خاں ازہری صدر شرعی کونسل آف انڈیا کے ایماء پران کی طرف سے انہی کا تحریر کردہ خطبۂ صدارت تاج الشریعہ کے خلیفۂ مجاز حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی نے پیش کیا۔ انہوں نے اس خطبہ میں فرمایا کہ ''شرعی کونسل کا قیام سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کرنا اور اپنوں وغیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے، اسے مزید مستحکم کرنا اور بتلانا کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر ہلانا چاہیں تو ہلا نہ سکیں بلکہ ہلانے والے خود ہی ہل جائیں'' خطبہ کے اخیر میں مندوبین سے گزارش کی گئی کہ درمیان بحث مخاطب کے حفظِ مراتب کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور اظہارِ حق کے لئے اپنے استدلال بلطف و نرمی اور حکمت کے ساتھ پیش کریں۔

خطبۂ صدارت میں اس دور کے ایک بڑے المیہ کو بھی معرضِ بیان میں لایا گیا کہ بعض شرعی کونسل کے سیمیناروں میں ایک بڑے حلقہ پر اثر و نفوذ رکھنے والی شخصیات کی ذاتی آراء کا غلبہ نظر آتا ہے اور اس طرح مختلف فقہی سیمینار اپنے اصل مقاصد سے دور نکلتے جارہے ہیں اور بعض تو علی شفا جرف ھار نظر آتے ہیں۔

مسئلہ دائرہ میں مندوبین کے مابین سیر حاصل بحث و تمحیص بھی ہوئی۔ باحثین کی حاضر دماغی و بیدار مغزی کے سبب بحث و تکرار کا سلسلہ دراز بھی ہوا۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ قاضی کا اعلان بلا طریق موجب پورا ملک تو کجا دوسرے شہر کے لئے کافی و دافی نہ ہوگا۔ ہلال کا شرعی ثبوت ان ہی مقررہ طریقوں سے ہوگا جو کتبِ مذہب میں مذکور ہیں۔ یعنی (۱) شہادت علی الرویت (۲) شہادت علی الشہادۃ (۳) شہادت علی القضا (۴) استفاضہ (۵) کتاب القاضی علی القاضی (۶) اکمال عدت (۷) شہر و حوالہ شہر کے لئے توپوں کی آواز۔

دوسری نشست: (۱۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸/ جولائی ۲۰۰۶ء) کا آغاز صبح آٹھ بجے تلاوت قرآن عظیم و نعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہوا۔ یہ سیمینار پانچ نشستوں پر مشتمل تھا جس میں میڈیکل انشورنس، رمی جمار، مساجد کی مصالح سے زائد آمدنی، بیع قبل القبض اور اعلانِ رویت ہلال کے احکام پر علماء و محققین نے اپنے تحقیقی مقالہ پیش کئے اور لمبی بحث کے بعد باتفاق رائے مسائل شرعی فیصل ہوئے۔ نشست کے آخر میں مندوبین نے اپنے گرانقدر تاثرات سے نوازا اور شرعی کونسل آف انڈیا کے حسنِ انتظام و خاطر مدارت کی دل کھول کر تعریف کی۔

دوروںزدیک سے

﴿ترتیب وپیشکش: محمد عمار ضیاء خاں قادری﴾

محمد حنیف جانو، امپورٹرز، ایکسپورٹرز، کراچی

کافی روز سے سوچ رہا تھا کہ آپ سے گذارش کروں کہ آپ اپنا سفرنامہ بنگلہ دیش کتابی صورت میں ضرور چھپوائیں ۔ میں نے تقریباً آپکے سفرنامے کی تمام اقساط بڑے غور اور شوق سے پڑھی ہیں ۔ اور آپنے کمال کا لکھا ہے ۔ آپ کی یادداشت کی داد دینی چاہیے جب بھی معارف رضا آتا ہے تو سب سے پہلے میں آپکا سفرنامہ پڑھتا ہوں۔

غلام مصطفیٰ قادری رضوی، رحمت عالم گلی، پوسٹ باسنی ضلع ناگور راجستھان انڈیا۔

الحمدللہ طالب الخیر مع الخیر۔ کئی بار فون پر گفتگو کر کے خوشی ہوئی پھر مفتی ولی محمد صاحب کے خط کے ذریعے یاد آوری اور سلام پڑھکر آپ کے اخلاق وخلوص کا مزید اندازہ ہوا۔ امام احمد رضا کانفرنس کی کامیابی کے ہندوپاک میں خوب چرچے ہیں اس میں بھی آپ کا خلوص اور جذبۂ صادقہ کارفرما ہے۔ عالمی سطح پر حیات وخدمات رضا کو متعارف کرانے میں آپ حدودجہ کامرانی حاصل کرتے جارہے ہیں نیز نایاب تالیفات رضا کو عام کرنا اب ادارہ کا طرۂ امتیاز ثابت ہورہا ہے۔ محققین حضرات کے کام کو عام کرنا اور انکی حوصلہ افزائی کرنا بھی قابل تقلید اور لائق تحسین کارنامہ ہے۔ علمی حلقوں میں ادارے کے جملہ سرپرستوں اور بطور خاص صدر ادارہ کی خدمات کو داد وتحسین سے دیکھا جارہا ہے اور دُعائیہ کلمات سے بھی نوازا جارہا ہے۔ فالحمدلله علیٰ ذالك۔ رضویات پر ایک اہم پیش رفت کے طور پر .C.D کا اجراء بھی آپ کی ہمت مردانہ کا بین ثبوت ہے نیز فدائیت رضا پر دال ہے۔ معارف رضا (منتھلی) میں بھی روز بروز نکھار پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اداریہ سے آپ کے تبحر علمی اور بلند پروازی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زبان وبیان، حسن ترتیب، برجستہ اردو اور فارسی اشعار کافی متاثر کرتے ہیں۔ نت نئی تحقیقات پر مشتمل مقالات اور افکار ونظریات رضا اب معارف رضا کے حسن میں چار چاند لگارہے ہیں۔ اللہ کریم آپ کے حوصلوں میں مزید پختگی عطا فرمائے اور دین وسنت کی خدمت کے لئے عمر وصحت میں مزید برکتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین صلّی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم۔

غلام مصطفیٰ قادری رضوی، باسنی، ضلع ناگور، راجستھان، انڈیا:

کئی بار فون سے گفتگو کر کے خوشی ہوئی۔ پھر مفتی ولی محمد صاحب کے خط کے ذریعے یاد آوری اور سلام پڑھ کر آپ کے اخلاق وخلوص کا مزید اندازہ ہوا۔ امام احمد رضا خانفرنس کی کامیابی کے ہندوپاک میں خوب چرچے ہیں، اس میں بھی آپ کا خلوص اور جذبۂ صادق کارفرما ہے۔ عالمی سطح پر حیات وخدمات رضا کو متعارف کرانے میں آپ حد درجہ کامرانی حاصل کرتے جارہے ہیں نیز تالیفات رضا کو عام کرنا اب ادارہ کا طرۂ امتیاز ثابت ہورہا ہے۔ محققین حضرات کے کام کو عام کرنا اوران کی حوصلہ افزائی کرنا بھی قابل تقلید اور لائق تحسین کارنامہ ہے۔ علمی حلقوں میں ادارہ کے جملہ سرپرستوں اور بطور خاص صدر ادارہ کی خدمات کو داد وتحسین سے دیکھا جارہا ہے اور دعائیہ کلمات سے بھی نوازا جارہا ہے۔ فالحمدللہ ذالک۔ رضویات پر ایک اہم پیش رفت CD کا اجراء بھی آپ کی ہمت مردانہ کا بین ثبوت ہے نیز فدائیت رضا پر دال ہے۔ معارف رضا میں بھی روز بروز نکھار پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اداریہ سے آپ کے تبحر علمی اور بلند پروازی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زبان وبیان، حسن ترتیب، برجستہ اردو اور فارسی اشعار کافی متاثر کرتے ہیں۔ نت نئی تحقیقات پر مشتمل مقالات اور افکار ونظریات رضا اب معارف رضا کے حسن میں چار چاند لگارہے ہیں۔ اللہ کریم آپ کے حوصلوں میں مزید پختگی عطا فرمائے اور دین وسنیت کی خدمت کے لئے عمر وصحت میں مزید برکتیں عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

رضا کی ادویات ــــ بے مثل خصوصیات

رضا® کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد واستعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ شریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراضِ سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیورجک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	ضعفِ جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپاٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفیٔ خون ہے۔
گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورم رحم، عادتی اسقاطِ حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراضِ نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	سیلان الرحم (لیکوریا)، حاد ومزمن کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقاتِ رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرق جگر ARQ-E-JIGAR	60/=	جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب بدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربت بادام SHARBAT-E-BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافع جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course	300/=	کثرتِ احتلام، جریان، سرعتِ انزال، ذکاوتِ حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	فطری قوتِ مدبرہ بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ بچہ میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔
کڈٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup	27/=	بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، ہچکی، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پرکشش بناتی ہے۔

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز و مارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

مطب رضا: 05۔ الرشید سینٹر گراؤنڈ فلور، بالمقابل پرانا اسلامیہ ہائی اسکول مین بازار، شیخوپورہ 39350 فون 056-3091247 موبائل 0345-6331621

مطب رضا، مین بازار، ... کراچی 75700 فون 021-4212412 موبائل 0333-2188719

Sole Distributor of Raza Laboratories